ماہنامہ انوارِ مدینہ

جلد : ۱۷ | شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ / اگست ۲۰۰۹ء | شمارہ : ۸

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مدیر اعلٰی	نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے........سالانہ ۲۰۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر
برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر
امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311
خانقاہ حامدیہ : 042 - 35330310
فون/فیکس : 042 - 37703662
رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120
موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۸
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۴
روزہ ...... تزکیۂ نفس	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۶
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۲۰
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۳
تقریب ختم بخاری شریف		۲۵
شبِ براءت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اور...		۳۶
ضروری اعلان		۳۷
زکوٰة............اَحکام اور مسائل	حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ	۳۸
رمضان المبارک کی عظیم الشان فضیلتیں.....	حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب	۵۰
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۶
دینی مسائل		۵۸
اَخبار الجامعہ		۶۰

آپ کی مدتِ خریداری ماہ..ختم ہوگئی ہے

آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ...................روپے جلد اِرسال فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد !

۲۸؍جون کو سفرِ حجاز سے راقم الحروف ایک دن کے لیے کراچی قیام کرتے ہوئے واپس ہوا تو وہاں کے ایک تاجر نے اپنی پریشانی بیان کرتے ہوئے کہا کہ تین چار برس ہوگئے ایک رشتہ دار نے کچھ عرصہ کے لیے کئی لاکھ کی رقم بطورِ قرض لی مگر تا حال واپس نہیں کی میرے بار بار کے مطالبے اور شدید ضرورت کے باوجود ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں اور آج کل اہلِ خانہ سمیت ڈیڑھ دو لاکھ خرچ کر کے عمرہ پر گئے ہوئے ہیں۔ اگر چاہتے تو اِس رقم سے قرض کی ادائیگی شروع کر سکتے تھے حالانکہ پہلے سے کئی حج اور عمرے کیے ہوئے ہیں نمازی ہیں اور خیر سے داڑھی بھی رکھی ہوئی ہے۔

اِس دور میں اللہ کی نافرمانی وہ بھی حقوق العباد میں پھر بجائے سرخرو ہو کر اُس کے دربار میں حاضر ہونے کے ڈھٹائی کے ساتھ حاضری کی جسارت ایک عام وباء کی صورت اختیار کرتی چلی جا رہی ہے۔ آئے دن ایسے دسیوں واقعات سننے میں آ رہے ہیں۔ یاد رکھیے کسی کا مال روک کر اپنے تصرف میں رکھنا اور اُس کے مطالبے کے باوجود واپس نہ کرنا غصب کرنے کے حکم میں ہے جو کمائی کو حرام بنا دیتا ہے۔

مسلم شریف کی حدیث ہے نبی علیہ السلام نے ایک آدمی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حج یا عمرہ کا لمبا سفر پراگندہ حال غبار آلود آسمان کی طرف ہاتھ دَراز کیے پکارے چلا آتا ہے اے رب! اے رب! حالانکہ

اُس کا کھانا پینا حرام کا، لباس حرام، حرام غذا سے پرورش پایا ہوا (جسم)، اِن سب چیزوں کے ہوتے ہوئے کیسے اُس کی پکار اللہ کے ہاں سنی جائے گی۔ (مشکوۃ شریف ص۲۴۱)

ایک جگہ اِرشاد فرمایا تاجر (قیامت کے دن) فاجر کی حیثیت سے اُٹھائے جائیں گے سوائے اُن کے جو اللہ سے ڈرتے رہے لوگوں سے بھلائی کرتے رہے اور اپنی قسموں اور باتوں میں سچ کہتے رہے۔ (مشکوۃ شریف ص۲۴۴)

نبی علیہ السلام نے ایک اور جگہ اِرشاد فرمایا : صاحبِ حیثیت کا ٹال مٹول کرنا اُس کی عزت کی پامالی کو حلال کر دیتا ہے اُسے برا کہا جا سکتا ہے جیل میں بند کرایا جا سکتا ہے۔ (مشکوۃ شریف ص۲۵۴) گویا وہ ایک باعزت شہری کی حیثیت کھو بیٹھتا ہے۔

سفر کے اختتام پر جب لاہور آیا تو ڈاکٹر امجد صاحب نے میرے ایک دوست تاجر کے بارے میں بتلایا کہ اُنہوں نے سلام کہلایا ہے اور یہ کہ وہ پروگرام کے مطابق پچھلے ماہ عمرہ پر جانے کا اِرادہ آخر وقت پر ترک کر چکے ہیں۔ میں نے حیرت سے پوچھا کیوں؟ تو اُنہوں نے کہا کہ وہ بتلا رہے تھے کہ میرے ماموں بہت غریب ہیں اور کینسر کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں اُنہیں رقم کی بہت ضرورت تھی میں نے بجائے عمرہ پر یہ رقم خرچ کرنے کے اُن پر خرچ کر دی۔

یہ بات سن کر بے حد خوشی ہوئی اِس گئے گزرے دور میں بھی اللہ کے ایسے نیک بندے موجود ہیں جو حقوق کی اہمیت جانتے ہوئے اِس پر عمل کی سعادت حاصل کر کے گھر بیٹھے نہ جانے کتنے حج اور عمروں کا ثواب اللہ کے دربار سے حاصل کر لیتے ہیں جبکہ اِن کے بالمقابل کتنے ہی لوگ ایسے بھی ہیں جو بظاہر حج اور عمرے کرتے ہیں مگر نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہوتے ہیں۔

اُن دوست کا یہ ایثار سن کر مجھے ایک سچا اور سبق آموز واقعہ یاد آ گیا جس کو حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے فائدہ کی اُمید پر اُس کو نقل کرنا مناسب معلوم ہو رہا ہے، قارئین ملاحظہ فرمائیں :

''ربیع بن سلیمانؒ کہتے ہیں کہ میں حج کے لیے جا رہا تھا میرے ساتھ میرے بھائی تھے اور ایک جماعت تھی جب ہم کوفہ میں پہنچے تو وہاں ضروریاتِ سفر خریدنے کے لیے بازاروں

میں گھوم رہا تھا کہ ایک ویران سی جگہ میں ایک خچر مرا ہوا تھا اور ایک عورت جس کے کپڑے بہت پُرانے بوسیدہ تھے چاقو لیے ہوئے اُس کے ٹکڑے (گوشت کے) کاٹ کاٹ کر ایک زنبیل میں رکھ رہی تھی مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ مُردار گوشت لے جارہی ہے اِس پر سکوت کرنا ہرگز نہ چاہیے، عجب نہیں یہ کوئی بھٹیاری عورت ہے یہی پکا کر لوگوں کو کھلا دے گی میں چُپکے سے اُس کے پیچھے ہولیا اِس طرح کہ وہ مجھے نہ دیکھے۔ وہ عورت ایک بڑے مکان میں پہنچی جس کا دروازہ بھی اُونچا تھا اُس نے جا کر دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے آواز آئی کون ہے؟ اس نے کہا کھولو میں ہی بدحال ہوں دروازہ کھولا گیا اور اُس میں سے چار لڑکیاں آئیں جن کے چہرہ سے بدحالی اور مصیبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے وہ عورت اندر گئی اور وہ زنبیل اِن لڑکیوں کے سامنے رکھ دی۔

میں کواڑوں کی درزوں سے جھانک رہا تھا۔ میں نے دیکھا اندر سے گھر بالکل برباد خالی تھا اس عورت نے روتے ہوئے لڑکیوں کو آواز دی کہ لو اِس کو پکالو اور اللہ کا شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اختیار ہے اُسی کے قبضے میں لوگوں کے قلوب ہیں وہ لڑکیاں اِس کو کاٹ کاٹ کر آگ پر بھوننے لگیں مجھے بہت ضیق ہوئی۔ میں نے باہر سے آواز دی اے اللہ کی بندی! اللہ کے واسطے اِس کو نہ کھا وہ کہنے لگی تو کون ہے؟ میں نے کہا میں ایک پردیسی آدمی ہوں کہنے لگی اے پردیسی تو ہم سے کیا چاہتا ہے ہم خود ہی مقدر کے قیدی ہیں، تین سال سے ہمارا نہ کوئی معین نہ مددگار تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا مجوسیوں کے ایک فرقہ کے سوا مردار کا کھانا کسی مذہب میں جائز نہیں۔ وہ کہنے لگی ہم خاندانِ نبوت کے شریف (سیّد) ہیں اِن لڑکیوں کا باپ بڑا شریف تھا وہ اپنے ہی جیسوں سے اِن کا نکاح کرنا چاہتا تھا اِس کی نوبت نہ آئی اُس کا انتقال ہوگیا جو ترکہ اُس نے چھوڑا تھا وہ ختم ہوگیا۔ ہمیں معلوم ہے کہ مُردار کھانا جائز نہیں لیکن اِضطرار میں جائز ہوجاتا ہے، ہمارا چار دن کا فاقہ ہے۔

ربیع کہتے ہیں اِس کے حالات سن کر مجھے رونا آگیا اور میں روتا ہوا دل بے چین وہاں سے واپس ہوا اور میں نے اپنے بھائی سے آکر کہا کہ میرا اِرادہ توحج کا نہیں رہا اُس نے مجھے بہت سمجھایا حج کے فضائل بتائے کہ حاجی ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اُس پر کوئی گناہ نہیں رہتا

وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا بس لمبی چوڑی باتیں نہ کرو یہ کہہ کر میں نے اپنے کپڑے اور احرام کی چادریں اور جو سامان میرے ساتھ تھا وہ سب لیا اور نقد چھ سو درہم تھے وہ لیے اور ان میں سے سو درہم کا آٹا خریدا اور سو درہم کا کپڑا خریدا اور باقی درم جو بچے وہ آٹے میں چھپا کر اُس بُڑھیا کے گھر پہنچا اور یہ سب سامان اور آٹا وغیرہ اُس کو دیدیا اُس عورت نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہنے لگی اے ابن سلیمان جا اللہ جل شانہٗ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کرے اور تجھے حج کا ثواب عطا کرے اور اپنی جنت میں تجھے جگہ عطا فرمائے اور اِس کا ایسا بدل عطا فرمائے جو تجھے بھی ظاہر ہو جائے۔ سب سے بڑی لڑکی نے کہا اللہ جل شانہٗ تیرا اَجر دو چند کرے اور تیرے گناہ معاف کرے، دُوسری نے کہا اللہ جل شانہٗ تجھے اس سے بہت زیادہ عطا فرمائے جتنا تو نے ہمیں دیا، تیسری نے کہا حق تعالیٰ شانہٗ ہمارے دادے کے ساتھ تیرا حشر کرے، چوتھی نے جو سب سے چھوٹی تھی کہا اے اللہ جس نے ہم پر احسان کیا تو اِس کا نعم البدل اِس کو جلدی عطا کر اور اِس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر۔

ربیع کہتے ہیں حجاج کا قافلہ روانہ ہو گیا میں کوفہ ہی میں مجبوراً پڑا رہا کہ وہ سب حج سے فارغ ہو کر لوٹ بھی آئے۔ مجھے خیال ہوا کہ اِن حجاج کا استقبال کروں ان سے اپنے لیے دُعا کراؤں کسی کی مقبول دعا مجھے بھی لگ جائے۔ جب حجاج کا ایک قافلہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا تو مجھے اپنے حج سے محرومی پر بہت افسوس ہوا اور رنج کی وجہ سے میرے آنسو نکل آئے۔ جب میں اُن سے ملا تو میں نے کہا اللہ جل شانہٗ تمہارا حج قبول کرے اور تمہارے اخراجات کا بدل عطا فرمائے۔ اُن میں سے ایک نے کہا یہ دُعا کیسی؟ میں نے کہا ایسے شخص کی دُعا جو دروازہ تک کی حاضری سے محروم رہا ہو، وہ کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے اب تو وہاں جانے سے اِنکار کرتا ہے تُو ہمارے ساتھ عرفات کے میدان میں نہیں تھا تو نے ہمارے ساتھ رمی جمرات نہیں کی، تو نے ہمارے ساتھ طواف نہیں کیے۔ میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ اللہ کا لطف ہے اِتنے میں خود میرے شہر کے حاجیوں کا قافلہ آ گیا۔ میں نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہٗ تمہاری سعی مشکور فرمائے تمہارا حج قبول فرمائے وہ بھی یہی کہنے لگے کہ تو ہمارے ساتھ عرفات میں نہیں تھا یا رمی جمرات نہیں کی اب اِنکار کرتا ہے اُن میں سے ایک

شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ بھائی اَب اِنکار کیوں کرتے ہو کیا بات ہے آخر تم ہمارے ساتھ مکہ میں نہیں تھے یا مدینہ میں نہیں تھے جب ہم قبر اطہر کی زیارت کر کے باب جبرئیل سے باہر کو آرہے تھے اُس وقت اَزدحام کی کثرت کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی میرے پاس امانت رکھوائی تھی جس کی مہر پر لکھا ہوا ہے مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ (جو ہم سے معاملہ کرتا ہے نفع کماتا ہے) یہ تمہاری تھیلی واپس ہے۔

ربیع کہتے ہیں کہ واللہ میں نے اِس تھیلی کو کبھی اس سے پہلے دیکھا بھی نہ تھا اس کو لے کر گھر واپس آیا عشاء کی نماز پڑھی۔ اپنا وظیفہ پورا کیا اس کے بعد اسی سوچ میں جاگتا رہا کہ آخر یہ قصہ کیا ہے۔ اسی میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی میں نے حضور ﷺ کو سلام کیا اور ہاتھ چومے حضور نے تبسم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور اِرشاد فرمایا اے ربیع آخر ہم کتنے گواہ اس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا تو مانتا ہی نہیں، سن بات یہ ہے کہ جب تو نے اُس عورت پر جو میری اَولاد تھی صدقہ کیا اور اپنا زادِ راہ ایثار کر کے اپنا حج ملتوی کر دیا تو میں نے اللہ شانہٗ سے دُعا کی کہ وہ اِس کا نعم البدل تجھے عطا فرمائے تو حق تعالیٰ شانہٗ نے ایک فرشتہ تیری صورت بنا کر اس کو حکم فرما دیا کہ وہ قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے اور دُنیا میں تجھے یہ عوض دیا کہ چھ سو درہم کے بدلے چھ سو دینار (اشرفیاں) عطا کیں تو اپنی آنکھ کو ٹھنڈی رکھ پھر حضور ﷺ نے بھی یہی الفاظ اِرشاد فرمائے مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ. ربیع کہتے ہیں جب میں سو کر اُٹھا تو اُس تھیلی کو کھولا اُس میں چھ سو اَشرفیاں تھیں۔ (فضائل صدقات ص ٢٢١)

خدا کرے ہمارے مسلمانوں کی اکثریت جو حقوق العباد کے معاملہ میں کوتاہی بلکہ ظلم میں مبتلا ہے اپنے ظلم سے سچی اور عملی توبہ کرتے ہوئے لوگوں کو اُن کے حقوق اَدا کریں اور آئندہ حقوق تلفی سے باز رہیں آمین۔

مولای صل وسلم دائما ابدا　درس حدیث　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کی مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

کلونجی میں ہر مرض سے شفاء سوائے موت کے۔شہد کی اَفادیت

پہلے علماء اور صوفیاء طبیب بھی ہوتے تھے۔انگریز کے مشنری سکول اور ہسپتال علماء کی نقل ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 59 سائیڈ B 1986 - 06 - 27)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

جیسے اِسلام نے تمام باتوں کے بارے میں قواعد بتلائے ہیں مکمل کہ یہ قاعدہ ہے تو اُس سے ایک قاعدہ مفہوم ہوجاتا ہے اِسی طرح سے دواؤں میں بھی ایک تو یہ تعلیم دے دی کہ دوا کریں تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰہِ دُوسرے یہ کہ کچھ دوائیں بتلا دیں ایسی کہ جو مفید ترین ہیں بعض ایسی ہیں جو ہر حال میں مفید ہیں، کچھ طریقے بتا دیے ایسے کہ جن سے شفاء حاصل ہوتی رہے مثال کے طور پر سینگی لگوالینا خون نکلوالینا یہ بھی ایک چیز ہے۔ اَور شفاء کے بارے میں جڑی بوٹیوں میں رسول اللہ ﷺ نے بتلایا ہے شُوْنِیْز کلونجی، کلونجی کو فرمایا ہے کہ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ ہر بیماری سے اِس میں شفاء ہے اِلَّا السَّامْ [1] سوائے موت کے۔اَب کلونجی کو کس طرح استعمال کیا جائے وہ اَطباء کی رائے پر موقوف ہے۔اَور دُوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر دَوا کے ساتھ شامل کرلیا جائے جو بھی دوا ہو رہی ہو زکام کی ہو نزلہ کی ہو کھانسی کی ہو کوئی اَور ہو اُس میں یہ ایک جزو کے طور پر شامل کرلی جائے۔ایک دَواء یہ اِرشاد فرمائی۔

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۳۸۷

دُوسری بات ایک قصے کے ذیل میں آرہی ہے کہ ایک صحابی آئے اُنہوں نے عرض کیا کہ میرے بھائی کو دَست آرہے ہیں اِسْتَطْلَقَ بَطْنُہٗ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِسْقِہٖ عَسَلًا اِسے شہد پلاؤ وہ گئے پلایا فائدہ نہیں ہوا پھر دَست آتے رہے وہ آیا اور کہنے لگا لَقَدْ سَقَیْتُہٗ فَلَمْ یَزِدْہُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا میں نے پلایا ہے مگر وہ تو اَور بڑھ گئے دَست زیادہ ہی رہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ یہی فرمایا پھر آیا پھر تیبارہ یہی فرمایا پھر چوتھی دفعہ وہ آیا تو پھر یہی اِرشاد فرمایا کہ اِسْقِہٖ عَسَلًا اُنہوں نے کہا کہ میں تو حضرت برابر پلا رہا ہوں اَور دَست بند تو نہیں ہوئے بڑھ ہی رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ [1] اللہ نے جو اِرشاد فرمایا وہ حق ہے اَور سچ ہے اَور تمہارے بھائی کا پیٹ جو ہے یہ غلط کہہ رہا ہے یہ غلط کام کر رہا ہے یا جھوٹا ہے۔ وہ پھر گئے پھر شہد پلایا پھر ٹھیک ہو گئے۔

اِس اِرشاد کا مطلب :

مطلب یہ تھا جنابِ رسول اللہ ﷺ کے اِرشاد کا کہ اگر دَست آبھی رہے ہیں تو وہ آنے ہی مفید ہیں اُس وقت اَور یہ شہد پینے سے نہیں رُک رہے تو نہ رُکنے بھی مفید ہیں۔ یہ مسہل اِنسان لیتا ہے اپنے اِرادے سے اَور دست آتے ہیں اِس میں۔ مُنْضِجْ [2] دیتے تھے مسہل دیتے تھے موسموں کے بدلنے پر خصوصًا یہ موسم بہار میں۔ یہ نواب وغیرہ جو ہوتے تھے یہ لوگ اِسی طرح کرتے تھے ایک ہفتے مُنْضِجْ پیا پھر ایک مسہل لے لیا پھر مُنْضِجْ پی لیا پھر مسہل لے لیا تین ہفتے یا کتنے ہفتے چلتا تھا اِن کا کورس اُس سے پھر یہ سمجھتے تھے کہ اپنے آپ کو محفوظ کہ جو کچھ مادّے خراب پیدا ہوئے تھے وہ سب بدن سے خارج ہو گئے اُس کے بعد وہ جب بیٹھتے تھے اپنی نشست گاہ میں تو لوگ مبارک باد دینے آتے تھے اَور تحائف لاتے تھے یہ اِن کا ایک طریقہ تھا۔

عربوں میں ایک پرانہ طریقہ تھا یہ کہ وہ کہتے تھے رَاحَ اِلَی الْبَرِّ یعنی جنگل میں گیا ہے وہ، جنگل میں جو دیہات کے حصے ہیں یا قبائلی حصے ہیں اُن میں چلے جاتے تھے اُونٹ کا دُودھ پیتے تھے اَور صرف یہی پیتے تھے باقی چیز کوئی نہیں کھاتے پیتے تھے حتّٰی کہ اُس سے دَست آنے شروع ہو جاتے تھے تو جب دستوں میں بالکل دُودھ ہی خارج ہونے لگے تو پھر کہتے تھے کہ بس ٹھیک ہو گیا تو اُسے وہ لے آتے تھے تو دستوں کو مرض سمجھنا یہ بھی صحیح نہیں ہے وہ تو قصدًا بھی لائے جاتے ہیں مرض کے ازالے کے لیے، اِسی طرح یہ صحابی بھی تھے کہ وہ

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۳۸۷ [2] وہ دوا جو مواد کو پکا کر جسم سے قابلِ اخراج کرے۔

شہد پی رہا تھا اَور بھائی پریشان ہوتا تھا اُس کے بار بار اجابت کے تقاضے سے اَور آجاتا تھا اَور پھر رسول اللہ ﷺ اطمینان سے اِرشاد فرمادیتے تھے کہ شہد پلاتے رہو اَور پھر وہ آجاتا تھا چوتھی دفعہ کے بعد جو جا کر پلایا ہے اُس نے تو پھر وہ رُک گئے دَست۔

اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دَست جنہیں وہ بیماری سمجھ رہا تھا شہد پینے کی وجہ سے ہی آرہے تھے اَور وہ آنا ہی شفاء تھا، کوئی ایسی چیز جمع ہوگئی تھی بدن میں کہ جس کا اِخراج ہی ضروری تھا اَور اُس کو طریقے سے شہد خارج کررہا تھا۔ آنکھوں میں بھی لگاتے ہیں اِس کو ہفتے میں ایک دفعہ، روزانہ نہیں کیونکہ تیز ہے یہ، روزانہ سے تکلیف بھی ہوسکتی ہے تو ہفتے میں ایک دفعہ لگاتے ہیں اَور یہ کہتے ہیں کہ ابتدائی حالات میں موتیا کے اگر لگا لیا جائے تو یہ آپریشن کا کام دیتا ہے۔

اچھا بعض درختوں پر جو (مکھیوں کا چھتا) لگتا ہے اُن کے خواص اِس میں آجاتے ہیں تو نیم کے درخت پر اگر لگ جائے یہ تو اُس کے خواص آجائیں گے اِملی کے لگ جائے تو اُس کے خواص آجائیں گے تو مختلف النوع چیزیں (اور تاثیریں) ہیں اپنی ذاتی الگ اور وہ چیز مزید کیونکہ وہ چیز تو پڑوس کی وجہ سے آرہی ہے غذا تو مکھی حاصل کرتی ہے پھلوں سے، قرآنِ پاک میں ہے مِنْ کُلِّ الثَّمَرَاتِ تمام پھلوں سے اور وہ حصہ لیتی ہے جو مفید ہی مفید ہے۔ وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ پہاڑوں میں اَور درختوں پر گھر بنا یہ اللہ تعالیٰ نے دِل میں ڈالا ہے مکھی کے وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ اور جو یہ چھپر کی طرح سے پتے ہیں پودے جیسے اَنگور وغیرہ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرَاتِ پھر تمام پھلوں سے کھا اَور اَب وہ اپنی غذا بھی پوری کرتی ہے اور شہد بھی دیتی ہے۔

اگر مکھی سیب کے اُوپر بیٹھ کر آئے اور وہ کاٹے کہیں تو جس جگہ اُس نے کاٹا ہے وہاں سے سیب کی خوشبو آتی رہے گی گویا وہ اپنے طریقے پر کوئی اللہ نے نظام اُس کا ایسا رکھا ہے ہاضمے کا کہ وہ جز و مفید جو اُس نے وہاں جمع کیا ہے وہ خارج بھی ہوتا رہتا ہے وہ لاکر یہاں چھتے میں جمع کرتی رہتی ہے۔ تو شہد میں مختلف تاثیریں ہیں۔ جامعیت اِس وجہ سے بھی پیدا ہوتی ہے سمجھ میں آتی ہے کہ وہ مختلف قسم کے پھلوں میں سے لیتی رہتی ہے۔

اور بکری بھی بہت چیزیں کھاتی ہے تو اِس کو بھی کئی چیزیں کھلا دی جائیں جو مفید ہوں اور اُس کا دُودھ

پیا جائے تو وہی بات ہو جاتی ہے۔ کہتے ہیں گاندھی اِسی طرح کرتا تھا وہ پھل کھلا دیتا تھا اپنی بکری کو اور دُودھ پیتا تھا وہ کہتا تھا کہ ہضم کرنے کی جو دِقت ہے اُس سے میں بچ گیا۔ ہضم کا کام اِس بکری نے کرلیا ہے پھلوں کی وجہ سے اَور میرے سامنے وہ نچوڑ جیسا آ گیا دُودھ کے ذریعے۔ کبھی کر لیتا ہو یا کرتا ہی رہتا ہو ایسے اُس کے بارے میں منسوب ہے کہ ایسے وہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک عجیب چیز بنائی ہے اور قرآن پاک میں اِرشاد فرمادیا ہے فِیْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ یہ اُس زمانے کی بات ہے کہ جب کوئی آلات ایسے نہیں تھے کہ جن کے ذریعے سے اُس تجزیے تک پہنچا جاسکے کہ اُس تجزیے کے بعد یہ دعوی کیا جائے کہ اِس میں شفا ہی شفا ہے۔

اَور آج وہ چودہ سو سال بعد اِس کے تجزیے کریں تو بھی اِسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ تو جو دعوی قرآنِ پاک کا ہے وہ بالکل صحیح ہے، طریقے مختلف ہو گئے نہار منہ کھائے شربت بنا کے پیے نیم گرم پانی میں سوتے وقت پیے کس وقت پیے، کس میں پیے؟ دُودھ میں ڈال کر پیے تو جیسی غرض ہو ویسے لگا لیا جائے اِس کو۔ دواؤں کو محفوظ رکھنے کے لیے دواؤں میں بجائے چینی کے شربت کے یہ ڈال دیتے ہیں وہ محفوظ بھی رہتی ہے اور قوت بھی اُن کی بڑھ جاتی ہے۔

آقائے نامدار ﷺ نے ایسی دوائیں اِرشاد فرمائیں کہ جن میں جامعیت ہے مثال کے طور پر کلونجی کو فرمایا اور اُس میں جو جامعیت ہے وہ بھی بتلائی کہ اِس میں شفاء کا تقویت کا مادّہ ہے اِس طرح کا، بیماری کو دفع کرنے کی ایسی قوت ہے کہ موت کے سوا باقی تمام چیزوں کا علاج کر دیتی ہے۔ اب طریقۂ استعمال اِس کا وہ نہیں بتلایا کہ یوں کرو اور یوں نہ کرو ایک طریقہ نہیں، مکلّف نہیں کیا اِنسان کو کہ اِسی طرح کرے استعمال خالی کلونجی ہی کرے استعمال، بس یہ بتلا دیا کہ یہ ایسا جزو ہے اَب اِس جزو کو اَور اجزاء کے ساتھ شامل کرلیں آپ، بالکل ٹھیک ہے اِرشاد پر بھی عمل ہو جائے گا اور وہ چیز بھی حاصل ہو جائے گی۔

رسول ﷺ نے جہاں عقائد اور عبادتیں بتائی ہیں وہاں معاملات بھی بتائے ہیں اور جب معاملات بتائے ہیں تو اَور بھی بہت چیزیں بتائی ہیں آداب بھی بتائے ہیں اَخلاقیات بھی بتائی ہیں اَور دوائیں بھی بتلائی ہیں رسول ﷺ نے۔ اَور وہ دوائیں جو آپ کی اِرشاد کردہ ہیں وہ بالکل الگ ہیں۔

دوائیں صحابہؓ نے بھی بتلائی ہیں، حضرت عائشہؓ کی طبی معلومات :

اور ایک ہیں لوگوں کی بتائی ہوئی دوائیں جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کرتے

تھے اَور تاثیرات بتایا کرتے تھے اُن دواؤں کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت ساری دوائیں آتی تھیں تو اُن سے پوچھا گیا کہ یہ دوائیں آپ کو کیسے آتی ہیں؟ تو اُنہوں نے کہا کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی آخری عرصے میں لوگ دوائیں رسول اللہ ﷺ کے لیے لایا کرتے تھے اور وہ بتلایا کرتے تھے کہ اِس کی یہ تاثیر ہے اِس کی یہ تاثیر ہے وہ مجھے یاد ہے تو اُن سے وہ علم حاصل ہوا، اُن کے علوم میں سے ایک علم یہ بھی تھا دواؤں کا علم۔

مخلوق کی خدمت، علماء اور صوفیاء طبیب بھی ہوتے تھے :

ہندوستان میں یہ طریقہ رہا ہے کہ علماء علاج بھی کرتے رہے ہیں صوفیا علاج بھی کرتے رہے ہیں اَب اُس سے لوگوں کی ہدایت کے راستے بھی کُھلتے تھے کہ ایک طرف وہ حکیم ہیں ظاہری امراض کا علاج کرتے ہیں بلاتمیز کے کہ آنے والا مسلمان ہے یا غیر مسلم، وہ تعارف کا ایک ذریعہ بنتا تھا اور اُن کی اپنی زندگی اور اپنی قوتِ ایمانی جو ہے وہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنتی تھی۔ تو یہ پہلے بہت عام طریقہ تھا کہ حکماء علماء ہوتے تھے اور علماء حکماء ہوتے تھے دونوں طرح کی چیزیں تھیں بہت بڑے بڑے عالم طبیب بھی گزرے ہیں۔

علماء کے طریقے کی نقل، انگریز کے مشنری سکول اور ہسپتال :

غالبًا انگریز نے یہاں آنے کے بعد یہ مشنری ہسپتال اور مشنری سکول جو کھولے ہیں یہ اُسی کی نقل ہے کہ جس طرح سے یہ علماء فائدہ پہنچا رہے تھے اور مذہبِ اِسلام میں لوگ داخل ہوتے چلے جا رہے تھے اِن کے اَخلاق سے معاملات سے تاثیرات سے ظاہری اَور باطنی متاثر ہوتے تھے اِسی طرز پر اُنہوں نے یہ ہسپتال اور سکول کھولنے شروع کیے۔ اَب ہمارے یہاں طریقۂ علاج زیادہ تر مختلف ہو گیا ہے بالکل۔

آئیوویدک ہندوستان کا قدیم طریقۂ علاج :

پہلے تو آئیوویدک طریقہ تھا جو یہاں ہندوستان کا پرانہ آزمودہ چلا آرہا ہے وہ کشتہ جات سے علاج کا طریقہ تھا اُس میں فائدہ تیزی سے ہوتا ہے کشتے کی طاقت جو ہے وہ مرض کی رفتار سے زیادہ ہوتی ہے اِس لیے وہ مرض کو کنٹرول کر لیتا ہے لیکن اِن لوگوں میں بخل اِتنا آیا کہ بہت سے قیمتی نسخے ضائع ہو گئے بہت عجیب تاثیر والے، ہڈی ٹوٹی ہو بالکل ٹھیک ہو جاتی تھی۔ یہاں میانوالی میں ایک شخص ہیں کوئی وہ اِسی طرح علاج

کرتے تھے اور ایک آدمی تھا ڈیرہ اسماعیل خان میں اُس کی بہت ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں کسی لڑائی جھگڑے میں، علاج اُس نے بہت کیے اِس کو لے گئے وہاں یہی نسخہ تھا اُس کے پاس اِسی کو اُس نے آمدنی کا ذریعہ بنا رکھا تھا اور اپنا مکان اپنی رہائشگاہ بہت اچھی حالت میں بنائی اُس نے لیکن بیٹے کو بھی نہیں بتا رکھا تھا نسخہ اُس نے۔ اَب خدا جانے وہ زندہ ہے یا اِنتقال ہوگیا اُس کا۔ ماسٹر غلام نبی مرحوم آیا کرتے تھے وہ اُس کا حال بتلاتے تھے ہسپتال میں نہیں ہوسکا اُس کا علاج اِس کے پاس لے آئے اور اُس نے چندروز پٹی باندھی وہ ٹھیک ہوگیا تو کوئی ایسی چیزیں تھیں قوی التاثیر۔ آئیوویدک طریقۂ علاج تو بہت پرانا ہے اُس میں کچھ نسخے ایسے بھی ملتے ہیں جو بہت ہی جلدی اَثر کرنے والے ہیں۔

اِسلامی طب کہنے کی وجہ :

دُوسرا طریقہ علاج پھر مخلوط ہوگیا اُس میں آئیوویدک کا حصہ بھی کچھ آگیا کشتے وغیرہ اور یہ یونانی جڑی بوٹیوں کا بھی آگیا۔ اِس کو چونکہ علماء نے لیا ہے زیادہ اِس واسطے یہ ''اِسلامی طب'' کہلانے لگی۔ حالانکہ مشابہ ہے اِسلامی طب سے، اِسلامی طب تو اِتنے حصے کو کہا جاسکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بتلایا ہے یا وہ جو اِس سے نکالی گئی ہوں چیزیں مگر آپ ﷺ نے اُصول بتلائے ہیں۔ تو اِس طرح اِس کی ایک تاریخ بنتی ہے اَب اِن نسخوں کے فقدان سے بہت نقصان پہنچا ہے اور اِس کی جگہ پھر ڈاکٹری نے لے لی کیونکہ اُن کے یہاں نسخے کھلے ہوئے ہیں فارمولے کھلے ہوئے ہیں لکھے ہوئے ہوتے ہیں (خُفیہ نہیں رکھے جاتے)، یہ نقصان پہنچا ہے آئیوویدک والے حصے کو (اِس کے ماہرین کے بخل کی وجہ سے)۔ طبِ یونانی البتہ قائم ہے ایسے پھر بھی بعض لوگوں کے پاس بعض نسخے مفید مل جاتے ہیں۔

یہ طب کا باب ہے اَور رسول اللہ ﷺ سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ ذکر کی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں بھی آپ کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعا.............................

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمہ اللہ ﴾

☆ سلسلۂ تبلیغ میں جس قدر جدو جہد ہو مستحسن ہے، مناسب ہے کہ یہ اسکیم جاری کی جائے کہ ہر ممبر ''اسکیم تبلیغ'' ذمہ دار ہو کہ کم اَزکم دس بے نمازیوں کو نماز سکھلائے گا اور اُن کو پورا نمازی پابند نماز و جماعت کردے گا۔ دیہات میں ابتدائی مکاتب جاری کرنا جس قدر ممکن ہو اَشد ضروری ہے جن میں قرآن و دِینیات اور لکھنے پڑھنے اور حساب کی ابتدائی تعلیم جاری کی جائے۔ تعلیم الاسلام مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے چاروں حصے بچوں کو پڑھائے جائیں۔ جو بچے زراعت یا مویشی وغیرہ کی ضرورت کی بناء پر دن میں نہ پڑھ سکیں اُن کو شب میں مغرب سے عشا تک تعلیم دی جائے۔ مسلمان غرباء کی تعلیم اَز بس ضروری ہے یہ اسکیم اطراف و جوانب میں پھیلایئے۔

☆ اَولاً جب کوئی شخص کسی کام پر مقرر کیا جاتا ہے تو اُس کی مصروفیتیں اور اُونچ نیچ کا وہی اَندازہ کرسکتا ہے بالخصوص جبکہ مخالف جماعتیں قدم قدم پر جائز اور ناجائز تنقیدیں کرتی رہتی ہیں، تو پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہوتا ہے دُوسرے حضرات نزاکتِ احوال کا اَندازہ نہیں کرسکتے۔

☆ اگر آپ کا اِرادہ ہے کہ ہندوستان میں اِسلام باقی رہے اور آپ کی آئندہ نسلیں یہاں زندہ رہ سکیں تو بہت جلد بیدار ہوجایئے! جو حالت ہماری جمود و اِختلاف اور تغافل کی وجہ سے مسلمانوں کی ہوگئی ہے وہ نہایت مایوس کن ہے۔ شہروں کا پھرنے والا، واقعات کا دیکھنے والا پورا یقین کرتا ہے کہ غیر مسلم قومیں ہر طرح تلی ہوئی ہیں کہ مسلمانوں کی اِینٹ سے اِینٹ بجادیں۔

☆ تبلیغی خدمات اَنجام دینے اور اِس کے لیے مولانا الیاس صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر ہدایات حاصل کرنے کا قصد مبارک قصد ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور پھر توفیق عطا فرمائے کہ آپ اِس عظیم الشان خدمت کو بخیر و خوبی انجام دیں۔

☆ جو قوم اپنے یونیفارم کی محافظ نہیں رہی وہ بہت جلد دُوسری قوموں میں منجذب ہوگئی حتی کہ اُس کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا، اِسی ہندوستان میں یونانی آئے اَفغان آئے، آریہ آئے، تاتار آئے، ترک، مصری اور سوڈانی آئے مگر مسلمانوں سے پہلے جو قومیں بھی آئیں آج اُن میں سے کوئی ملت اور قوم متمیز ہے؟ کیا کسی کی بھی ہستی علیحدہ بتائی جا سکتی ہے؟ سب کے سب ہندو قوم میں منجذب ہوگئے، وجہ صرف یہی تھی کہ اُنہوں نے اکثریت کے یونیفارم کو اختیار کر لیا تھا اور دھوتی چوٹی (اور دیگر) رسم و رواج میں اُن ہی کی تابع ہوگئے۔ اِس لیے اُن کی ہستی مٹ گئی، باوجود اختلافِ عقائد سب کو ''ہندو قوم'' کہا جاتا ہے اَور کسی کی قومی ہستی جس سے اُس کی امتیازی شان ہو، نہیں باقی رہی۔ ہاں جن قوموں نے امتیازی یونیفارم رکھا وہ آج بھی قومیت اور ملّیت کا تحفظ اور امتیاز رکھتے ہیں۔

پرشین قوم ہندوستان آئی ہندو قوم اور راجاؤں نے اُن کو ہضم کرنا چاہا عورتوں کا یونیفارم بدلوا دیا، معیشت اور زبان بدلوادی مگر مردوں کی ٹوپی نہ بدلی گئی، بالآخر وہ زندہ قوم اور موجودہ ممتاز ملت ہے۔ سکھوں نے اپنی امتیازی وَردی قائم کی، سر اور داڑھی کے بالوں کو محفوظ رکھا، آج اِن کی تمام قوم امتیازی حیثیت رکھتی ہے اور زندہ قوم شمار کی جاتی ہے۔ انگریز سولہویں صدی کے آخر میں آیا تقریبًا ڈھائی سو برس گزر گئے ہیں نہایت سرد ملک کا رہنے والا ہے مگر اُس نے اپنا یونیفارم کوٹ پتلون، ہیٹ، بوٹ، نیک ٹائی اِس گرم ملک میں بھی نہ چھوڑا، یہی وجہ ہے کہ اُس کو پینتیس کروڑ قوم والا ملک اپنے میں ہضم نہ کر سکا۔ اُس کی قوم و ملت علیحدہ ملت ہے۔ اُس کی ہستی دُنیا میں قابلِ تسلیم ہے۔

مسلمان اِس ملک میں آئے اور تقریبًا ایک ہزار برس سے زائد ہوا ہے، جب سے آئے ہیں اگر وہ اپنے خصوصی یونیفارم کو محفوظ نہ رکھتے تو آج اُسی طرح ہندو قوم میں نظر آتے جیسے کہ مسلمانوں سے پہلی قومیں ہضم ہو کر اپنا نام و نشان مٹا گئیں۔ آج تاریخی صفحات کے سوا کرّہ زمین پر اُن کا نشان نظر نہیں آتا۔ مسلمانوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا ہو بلکہ یہ بھی کیا کہ اکثریت کے یونیفارم کو مٹا کر اپنا یونیفارم پہننا چاہا، چند ہزار تھے اور چند کروڑ بن گئے، صرف یہی نہیں کیا کہ پاجامہ کرتہ، عبا و قبا، عمامہ دستار کو محفوظ رکھا ہو بلکہ مذہب اسماء الرجال، تہذیب و کلچر، رسم و رواج، زبان و عمارت وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا، اِس لیے اُن کی مستقل ہستی ہندوستان میں قائم رہی اور جب تک اُس کی مراعات ہوتی رہے گی، وہ قائم رہیں گے۔

علمی مضامین سلسلہ نمبر۳۲

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

روزہ .... تزکیۂ نفس

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اللّٰہُ تبَارَکَ وَتعَالٰی :

یٰاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ . (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۳،۱۸۴)

" اے ایمان والو! حکم ہوا تم پر روزے کا، جیسے حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر، شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ کئی دن ہیں گنتی کے۔"

روزہ کی تعریف :

روزے کے لغوی معنٰی رُکنے کے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے نیت کے ساتھ رُکنے کو روزہ کہتے ہیں۔

پچھلی اُمتوں سے مراد یہود ونصاری ہیں چنانچہ روزہ شریعتِ موسوی کا باضابطہ ایک اہم اور مشہور جزء ہے۔ اگرچہ مشرکین بھی کسی نہ کسی صورت میں روزہ رکھتے ہیں لیکن اُن کے روزے ناقص اُدھورے اور برائے نام ہیں اور اَب شریعتِ موسویہ کے حاملین کے یہاں بھی روزے کی ادائیگی میں تقصیر ہونے لگی۔ اِن

کے روزوں کی حقیقت اِتنی ہے کہ وہ یا تو کسی بلا کو دفعہ کرنے کے لیے رکھتے ہیں یا کسی فوری اور مخصوص رُوحانی کیفیت کے حاصل کرنے کے لیے۔ یہود کی قاموسِ اعظم میں ہے کہ :

''قدیم زمانہ میں روزہ یا تو بطورِ علامتِ ماتم رکھا جاتا تھا یا جب کوئی خطرہ درپیش ہوتا تھا اور یا پھر جب سالک اپنے اَندر اِلہامات کی قبولیت کی اِستعداد پیدا کرنا چاہتا تھا۔''

لیکن شریعتِ مطہرہ کی نظر میں روزہ تزکیۂ نفس تربیتِ جسم اور تعمیلِ حکمِ خداوندی کا ایک بہترین دستورِ عمل ہے۔ اِس لیے اِرشاد ہوا **لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ** تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔ یعنی اسلامی روزہ کی غرض و غایت تقوی ہے۔ روزہ سے تقوی کی عادت پڑتی ہے۔ تقوی دراصل نفس کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے جو خدا کی یاد بکثرت کرتے کرتے دل میں پیدا ہوجاتی ہے اِس کی وجہ سے اِنسان گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکی وطاعت کا جذبہ غالب آجاتا ہے۔

روزہ میں اِنسان خدا کے حکم کی وجہ سے کھانے پینے سے باز رہتا ہے تو گویا خدا کی یاد بھی دل میں صبح سے شام تک رہتی ہے اور اِس سے تقوے کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے۔

شریعتِ مطہرہ نے عبادت اور کاروبارِ حیات یکساں طور پر قائم رکھنے کا طریقہ بتلایا ہے اِس لیے روزہ میں کاروبار کی ممانعت نہیں فرمائی گئی نہ ہی روزہ ہمیشہ رکھنے کا حکم دیا گیا بلکہ سال میں گنے چنے صرف ٢٩ یا ٣٠ دن روزہ رکھنا بتلایا گیا ہے اِس لیے **اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ** اِرشاد فرمایا گیا۔

روزہ اَور تقویٰ :

اِس آیتِ مبارکہ میں روزہ کی فرضیت کے بارے میں اِرشاد ہوا ہے کہ وہ اِس اُمت پر ایسے ہی فرض کیا گیا ہے جیسے پچھلی اُمتوں پر فرض کیا گیا تھا۔ آیت کے آخر میں اِس کا فائدہ اور اِس کی غرض وغایت بھی ذکر فرمائی گئی ہے کہ وہ حصولِ کیفیتِ تقوی ہے۔

تقوی دراصل دل کی اُس کیفیت کا نام ہے جو ذکرِ الٰہی کی کثرت کے باعث حاصل ہوتی ہے کہ جب دل میں ہر وقت خداوندِ قدوس کی یاد رہنے لگتی ہے تو اللہ کی ذاتِ پاک سے تعلق پیدا ہوجاتا ہے اَور یہ تعلق اِنسان کی طبیعت کو نیکی کرنے کے لیے اُبھارتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور چونکہ متقی اِنسان خدا کی نافرمانی سے ڈرتا ہے اِس لیے عام طور پر کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈرنے کا نام ''تقوی'' ہے۔

مگر یہ تشریح یا ترجمہ نا تمام ہے کیونکہ شریعت میں خدا سے محض ڈرنا نہیں بتلایا گیا بلکہ اُس سے اُمید رکھنی اور اُس کی رحمت پر نظر رکھنی اور اُس سے دُعاء مانگنی بھی سکھائی گئی ہے اَور مایوسی کفر قرار دی گئی ہے گویا خدا سے ڈرنا ایسا نہیں ہوتا جیسے کسی ظالم بادشاہ یا شیر سے ہو۔ کیونکہ اُس میں نفع کی اُمید نہیں ہوتی اور نقصان کا ڈر ہی ڈر ہوتا ہے اِس کے برخلاف حق تعالیٰ سے اُمید وخوف دونوں ہی قائم رکھنے بتلائے گئے ہیں۔ اِس لیے تقوی میں ڈرنے کے ساتھ اُمید بھی ہوتی ہے۔

قرآنِ پاک میں حق تعالیٰ کی صفات رحمت ورَأفت مودّت ومغفرت وغیرہ جا بجا اور بار بار ذکر فرمائی گئی ہیں اَور ساتھ ہی وہ صفات بھی ذکر فرمائی گئیں ہیں جن میں اُس کا غالب وقاہر ہونا ظاہر کیا گیا ہے مثلاً اِرشاد ہوا: حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ ...... (سورۂ غافر)۔ اِس آیت مبارکہ میں صفات جلالیہ وجمالیہ دونوں ہی جمع فرمادی گئی ہیں۔ ایک مومن جب ذکر الٰہی بکثرت کرتا ہے تو اُس کا دل صفاتِ جلالیہ وجمالیہ کا مَو رِد بن جاتا ہے پھر جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اُس کا نام ''تقویٰ'' ہے۔ روزہ میں اِنسان اللہ تعالیٰ سے صحیح معنٰی میں ڈرتا ہے اور اُس کی تکمیل پر اُسے مجبور کرنے والی چیز صرف اُس کا ایمان ہوتا ہے ورنہ دن میں تنہائی کے ایسے مواقع میسر آتے رہتے ہیں جن میں وہ روزہ توڑ سکتا ہے لیکن اُس کا ایمان گرمی اور شدتِ پیاس کے وقت بھی اُسے ایسا کرنے سے باز رکھتا ہے۔ یہ حالت مسلسل تیس دن رہتی ہے جو یقیناً اُس کے ایمان کو عظیم قوت بخشتی ہے اور حصولِ تقوی کی طرف قدم بقدم لے چلتی ہے۔ اِس سے اُس کا ایمان وتقوی بڑھتا ہے اُس کے مزاج میں صبر وتحمل محنت و مشقت جیسی صفات پیدا ہوجاتی ہیں۔ قوتِ ارادی جو بہت قیمتی جوہر ہے روزہ میں تقوی کی بدولت ہر روز ایک امتحان سے گزرتی ہے۔ ایک متقی مسلمان یہ سب کچھ صرف اِس لیے کرتا ہے کہ اُسے خداوندِ کریم کی خوشنودی اور رضاء مطلوب ہوتی ہے۔ اِس کے سوا محض ریاضت اُس کا ہرگز مقصود نہیں ہوتی۔

روزہ اَور غیبت :

اِس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہورہا ہے کہ روزہ ایک فرض عبادت ہے جس کی رُوح نیک نیتی ہے اور اِس کے بعد نیک اعمال ہیں۔ جس طرح جسمِ انسانی بے پروائی کی بنا پر بیمار اور کمزور ہوجاتا ہے اِسی طرح عبادات بھی بے پروائی سے کمزور ہوجاتی ہیں۔ عبادت کی حفاظت اِس طرح کی جاتی ہے کہ اِسے برائی سے پاک صاف رکھا جائے مثلاً اگر عبادت کرتے وقت یہ نیت ہو کہ لوگ مجھے اچھا کہیں تو عبادت بے رُوح ہو

جائے گی چاہے وہ نماز روزہ ہو یا کوئی اَور عبادت ہو۔

ایسے ہی عبادات کے دوران برائی کا اَثر ہوا کرتا ہے کہ وہ برائی سے کبھی تو ایسی خراب ہو جاتی ہے جیسے صاف پانی گرد و غبار اَور خس و خاشاک سے اَور کبھی اِس سے بھی زیادہ ایسی کہ جیسے پاک پانی میں کوئی ناپاک چیز مل جائے تو پانی بالکل قابلِ استعمال نہیں رہتا۔ اِسی طرح وہ عبادات اِس برائی سے اِنتہاء درجہ خرابی کو پہنچ جاتی ہے لہٰذا عبادات کی حفاظت بھی ضروری اَمر ہے۔

اور ضروری ہے کہ روزہ کے دوران معصیت سے بچے۔ اور اَب معاصی اور گناہوں میں یہ حقیقت ہے کہ اِنسان سب سے زیادہ بہت آسانی سے جو گناہ کرتا ہے وہ زبان سے ہوتا ہے اَور یہ گناہ ایسا ہوتا ہے کہ اِس کا پتہ بھی نہیں لگتا نہ اُسے ندامت ہوتی ہے نہ وہ خدا سے توبہ کرتا ہے۔ اور اِسی بے شعوری کے باعث مثلاً کسی کی غیر موجودگی میں اُس کا ذکر ایسے اَنداز سے کرنا کہ اگر وہ یہاں موجود ہوتا تو اِسے برا لگتا گناہ ہے اور اِسی کا نام ''غیبت'' ہے۔

لیکن آپ دیکھیں گے کہ عام طور پر غیبت کرنے کے بعد آدمی یہ کہتا ہے کہ میں نے تو وہ بات ذکر کی ہے جو اُس آدمی میں واقعی خرابی کی ہے میں نے اُس کے سر جھوٹ تو نہیں لگایا۔ یا یہ کہتا ہے کہ میں یہ بات اُس کے منہ پر کہہ سکتا ہوں میں اُس سے ڈرتا نہیں۔ اور یہ نہیں جانتا کہ اِسی کا نام غیبت ہے اور یہی بدگمانیوں اور جھگڑوں کی جڑ ہے کیونکہ جب یہ بات دُوسرے تک پہنچے گی تو اُس کی بڑی دل آزاری ہوگی وہ رنجیدہ خاطر اور ناراض ہو جائے گا۔ اور پھر وہ بھی کوئی ایسی ہی بات اِس کے بارے میں اِس کی غیر موجودگی میں کہہ دے گا جو اُس شخص میں واقعی کمزوری کی ہوگی اور جب وہ اِس تک پہنچے گی تو یہ برہم ہوگا اِس طرح بے وجہ صرف زبان کی بے احتیاطی سے نااتفاقی جنم لے گی۔ لہٰذا شریعت نے اِسے اخلاقی جرم قرار دیا اِس کا دروازہ ہی بند کر دیا اور فرمایا : وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○ (سورۂ حجرات آیت نمبر ۱۲)

حدیث شریف میں اِرشاد فرمایا گیا: مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ . (ترمذی باب ماجاء فی التشدید فی الغیبة للصائم ص ۸۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ ۞ ۞ ۞

اُمت ِمسلمہ کی مائیںؓ قسط : ٦

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب ؒ بلند شہری ﴾

زُہد وفقر اَور گھر کے اَحوال :

سیّدِ عالم ﷺ سیّد الزاہدین تھے۔ پیٹ بھرنے اور مزیدار چیزیں حاصل کرنے اَور سامان جمع کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں (مگر قصہ یہ ہے کہ) میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی قامت کا یہ عالم تھا کہ اُس کی کمر کعبہ تک پہنچ رہی تھی۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ آپ کے رب نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر تم چاہو تو عام بندوں کی طرح بندہ اور نبی بن کر رہو اور اگر چاہو تو نبی اور بادشاہ بن کر رہو۔ میں نے اِس بارے میں جبرائیلؑ کی طرف مشورہ لینے کے طور پر دیکھا تو اُنہوں نے اِشارہ کیا کہ تواضع اِختیار کرو۔ لہٰذا میں نے جواب دے دیا کہ میں نبی ہوتے ہوئے عام بندوں کی طرح ہو کر رہنا چاہتا ہوں۔ (اِس کو روایت کرنے کے بعد) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اِس کے بعد سے سیّدِ عالم ﷺ تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے (اور یہ) فرمایا کرتے تھے کہ میں اِس طرح کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے اور اِس طرح بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے۔ (مشکوۃ شریف)

سیّدِ عالم ﷺ کا فقر اِختیاری تھا اور گو آپ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری تین چار سال یہ بھی کیا کہ اَزواجِ مطہراتؓ کے لیے ایک سال کے لیے خرچ کا اِنتظام فرمادیا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کی صحبت کے اَثر سے آپ کی اَزواجِ مطہراتؓ بھی اُس کو خیرات کردیتی تھیں اَور خود تکلیف برداشت کرلیتی تھیں۔

حضرت مسروقؒ (تابعی) فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُنہوں نے میرے لیے کھانا منگایا پھر کھانا منگا کر فرمایا کہ اگر میں پیٹ بھر کر کھالوں اور اُس کے بعد رونا چاہوں تو روسکتی ہوں! میں نے سوال کیا کیوں؟ فرمایا کہ میں اُس حال کو یاد کرتی ہوں جس حال میں

سیّدِ عالم ﷺ دُنیا کو چھوڑ کر تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ کی قسم کسی روز (بھی) دو مرتبہ آپ نے گوشت اور روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔ یہ ترمذی شریف کی روایت ہے بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم اگر چاہتے تو پیٹ بھر کر کھالیتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے نفس پر دُوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آنحضرت ﷺ دُنیا سے تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے گھر والوں نے جَو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا۔(الترغیب والترہیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ اپنے بھانجے حضرت عروۃ بن زبیرؓ سے فرمایا کہ اے میری بہن کے بیٹے! سچ جانو ہم تین چاند دیکھ لیتے تھے اور سیّدِ عالم ﷺ کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ اُنہوں نے سوال کیا کہ خالہ جان پھر آپ حضرات کیسے زندہ رہتے تھے؟ فرمایا کھجوروں اور پانی پر گزارا کر لیتے تھے اور اِس کے سوا یہ بھی ہوتا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے پڑوس میں رہنے والے اَنصار اپنے دُودھ کے جانوروں کا دُودھ ہدیۃً بھیج دیا کرتے تھے آپ ﷺ اُس دُودھ کو ہمیں پلا دیا کرتے تھے۔(بخاری و مسلم)

خوراک کی کمی کی ساتھ دُوسرا خانگی سامان بہت ہی کم تھا۔ گھر میں چراغ تک نہیں جلتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیّدِ عالم ﷺ کے گھر والوں پر بغیر چراغ روشن کیے اور بغیر چولہے میں آگ جلائے کئی کئی ماہ گزر جاتے تھے۔ اگر زیتون کا تیل مل جاتا (جس سے چراغ روشن کیے جاتے تھے) تھوڑا سا ہونے کی وجہ سے اُس کو روشن کرنے کے بجائے بدن پر اَور سر پر مل لیتے تھے اور چربی مل جاتی تھی تو اُس کو کھانے میں لے آتے تھے۔(الترغیب والترہیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں سیّدِ عالم ﷺ کے سامنے (تہجد کی نماز کے وقت) سو جاتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے سامنے (سجدہ کی جگہ) پھیل جاتے تھے لہٰذا آپ سجدہ میں جاتے تو میرے پاؤں کو ہاتھ لگا دیتے تھے (تاکہ پاؤں ہٹا لوں تو سجدہ کی جگہ ہو جائے) لہٰذا میں پاؤں سکیڑ لیتی تھی اور جب آپ سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے تو میں پھر پاؤں پھیلا دیتی تھی۔ اِس کو بیان کر کے فرمایا کہ اُس زمانے میں گھروں میں چراغ نہ تھے۔(بخاری و مسلم)

سیّدِ عالم ﷺ بستر بھی عمدہ اَور نرم نہیں رکھتے تھے۔ آپ کی مصاحبت کی وجہ سے اَزواجِ مطہراتؓ

بھی اِسی طرح گزارہ کرتی تھیں، بھلا اُن کو یہ کیسے گوارا ہوتا کہ خود آرام اُٹھالیں اور سیّد عالم ﷺ کو تکلیف میں دیکھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ سیّدِ عالم ﷺ جس بستر پر سوتے تھے وہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اَور جس تکیہ پر سہارا لگا کر بیٹھتے تھے وہ بھی اِسی طرح کا تھا۔(مشکوۃ)

آنحضرت ﷺ کے مبارک گھرانے میں کپڑے بھی زیادہ نہ تھے۔بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ ﷺ کا کپڑا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پاک کیا تو آپ ﷺ اِسی کو پہنے ہوئے مسجد میں نماز کے لیے تشریف لے گئے اور دھونے کی تری اِس میں موجود رہی۔(طحاوی شریف)

ایک صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اُس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باندی بھی وہیں موجود تھی جو پانچ درہم کا کرتا پہنے ہوئی تھی۔اِس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ذرا میری اِس باندی کو دیکھو وہ اپنے کو اِس سے بالاتر سمجھتی ہے کہ گھر کے اندر اِس کرتے کو پہنے اور ہمارا پچھلا زمانہ سیّدِ عالم ﷺ کی موجودگی میں یہ تھا کہ اِس قسم کے کُرتوں میں کا ایک کُرتا میرے پاس تھا جو مدینے میں ہر شادی کے وقت دُلہن کو سجانے کے لیے مجھ سے مانگا جاتا تھا پھر رُخصتی کے بعد واپس کر دیا جاتا تھا۔(مشکوۃ شریف)۔

مشورہ لینا :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی صاحبِ فہم وفراست تھیں۔اچھے اچھے سمجھدار اُن سے مشورہ لیا کرتے تھے۔حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں شام اور مصر کو مال لے جا کر تجارت کرتا تھا ایک مرتبہ میں تجارت کے اِرادہ سے عراق کو اپنا مال لے گیا۔(واپس آکر) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ سنایا کہ میں پہلے تجارت کے لیے اپنا مال شام لے جایا کرتا تھا اِس مرتبہ عراق کو لے گیا (اِس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟)۔اِس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیوں (بلا وجہ) اپنی (سابقہ) تجارت گاہ کو چھوڑتے ہو، ایسا مت کرو کیونکہ سیّدِ عالم ﷺ سے میں نے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کسی ذریعہ سے رزق کے اسباب پیدا فرمادیوے تو جب تک (خود ہی) وہ سبب (کسی وجہ سے) نہ بدل جاوے یا (نفع کے علاوہ) دُوسرا رُخ اختیار نہ کرلیوے تو اُس کو نہ چھوڑ۔(ابن ماجہ)۔(جاری ہے) ✿ ✿ ✿

قسط : ۷

تربیتِ اَولاد

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ﴾

زیرِنظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل ونقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی وجسمانی تعلیم وتربیت کے اِسلامی طریقے اورشرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ،عقیقہ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔

اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

بڑی اَولاد کے مرجانے کی فضیلت :

اَور بڑی اولاد کے مرجانے پر بھی اِسی طرح اَجر وثواب کا وعدہ ہے حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَنْ اَخَذْتُ صَفِیَّہٗ (اَیْ حَبِیْبَہٗ) لَمْ یَکُنْ لَّہٗ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ اَوْ کَمَا قَالَ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے محبوب اور پیارے کو لے لوں جو عام ہے خواہ وہ محبوب چھوٹا ہو یا بڑا (بھائی ہو یا بیوی) تو اُس کا اَجر جنت کے سوا کچھ نہیں یعنی وہ جنت میں ضرور پہنچے گا۔ یہاں بھی نعم البدل (اچھے بدل) کا وعدہ ہے اور جنت سے بہتر نعم البدل اَور کیا ہوگا۔

اسی مضمون کو ایک بدوی (دیہاتی) نے بہت خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہے جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بہت صدمہ ہوا تو بدوی نے آکر اشعار میں

اُن کو تسلی دی۔ اشعار تو اہل عرب کی گھٹی میں ہیں بچہ بچہ یہاں تک کہ عورتیں بھی عرب میں شاعر ہوئی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے اُس بدوی (دیہاتی شخص) سے بہتر کسی نے تسلی نہیں دی چنانچہ کہتا ہے :

اِصْبِرْ نَکُنْ بِکَ صَابِرِیْنَ فَاِنَّمَا صَبْرُ الرَّعِیَّةِ بَعْدَ صَبْرِ الرَّأْسِ

(اے ابن عباس رضی اللہ عنہما) آپ صبر کیجیے تاکہ ہم بھی آپ کی وجہ سے صابر بنیں مطلب یہ کہ آپ مقتداء ہیں آپ کے اَفعال کی سب اِتباع کرتے ہیں پس ایسے حوادِث میں آپ صابر رہیں تو ہم مصیبت کے وقت میں صابر رہا کریں گے آپ نے صبر نہ کیا تو عوام بھی صبر نہ کریں گے۔

سبحان اللہ ! کیسے اچھے عنوان سے صبر کی ترغیب دی۔ آگے کہتا ہے :

خَیْرٌ مِّنَ الْعَبَّاسِ اَجْرُکَ بَعْدَہٗ وَاللّٰہُ خَیْرٌ مِّنْکَ لِلْعَبَّاسِ

''آپ کے لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے زندہ رہنے سے وہ اَجر بہتر ہے جو اُن کے وصال پر آپ کو ملے گا کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اگر زندہ رہتے تو بہت سے بہت وہ آپ کو ملتے۔ اور آپ کے لیے ثواب اُن سے بہتر ہے۔''

کیونکہ ثواب کی حقیقت ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی تو یوں کہیے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وصال پر صبر کرنے سے خدا آپ کو ملا۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب سے بہتر ہے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے خدا آپ سے بہتر ہے کیونکہ وہ مرکر خدا کے پاس پہنچ گئے اگر نہ مرتے تو دُنیا میں رہتے جس میں رویتِ الٰہی (یعنی اللہ کا دیدار) نہیں ہوسکتا۔ (اَلْجَبْرُ بِالصَّبْرِ ملحقہ فضائل صبر و شکر)۔ (جاری ہے)

ختمِ بخاری شریف

جامعہ مدنیہ جدید میں تقریب ختمِ بخاری شریف کی مختصر رُوداد

﴿ محمد عامر اخلاق، متعلم جامعہ مدنیہ جدید ﴾

۷ رجب المرجب مطابق یکم جولائی بروزِ بدھ صبح گیارہ بجے جامعہ مدنیہ جدید میں ختمِ بخاری کی مبارک اور مختصر تقریب ہوئی۔

تقریب کا آغاز دورہ حدیث شریف کے طالب علم سعید احمد کی تلاوت سے ہوا پھر جامعہ مدنیہ جدید کی بلبل خوشنوا بھائی خبیب نے اپنے مخصوص اَنداز میں بانئ جامعہ بڑے حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ایک جاندار نظم پیش کی۔ اِس کے بعد امام الصرف والنحو حضرت مولانا محمد حسن صاحب اسٹیج پر رونق اَفروز ہوئے اور قیمتی نصائح اور حکایتیں بیان فرمائیں۔

بعد اَزاں باغبانِ گلشن حامد مہتمم جامعہ شیخ الحدیث حضرتِ اقدس مولانا سید محمود میاں صاحب تشریف لائے۔ آپ نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا اور اپنے شاگردوں کو اَنمول نصائح اور شفقت بھری دُعاؤں سے نوازا۔ اور آخر میں اساتذہ کرام نے عزیز طلباء کی دستار بندی کی۔ اِس طرح یہ مبارک محفل حضرت مہتمم صاحب کی دُعا پر اختتام پزیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ہمارے جامعہ کو دن دُگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اِسے ہر ظاہری اور باطنی شر سے محفوظ فرمائے اور قرآن وحدیث کے اِس تعلیمی فیضان کو تا قیامت جاری وساری رکھے، آمین۔

اوّل پوزیشن حاصل کرنے والے محمد عمران بن محمد دوست علی بنوی، محمد احمد بن محمد حسین ملتانی، اَرسلان بن محمد غوث جہلمی کو پہلا اِنعام دیا گیا جبکہ نیاز احمد بن محمد ایوب اوکاڑوی کو دُوسرا اَور محمد شفیق بن عبدالرشید وزیرستانی کو تیسرا اِنعام دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اِس اِدارے کی اور تمام دینی مدارس ومکاتب کی حفاظت فرمائے اور اِن کی تمام دینی وملی خدمات کو قبولیت سے سرفراز فرما کر مزید کی توفیق عطاء فرمائے، آمین بحرمۃ خاتم النبیین ﷺ۔

﴿ بیان شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم ﴾

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ اٰدَمَ وَقَوْلَھُمْ یُوْزَنُ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلْقُسْطَاسُ اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِیَّۃِ وَیُقَالُ اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَھُوَ الْعَادِلُ وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَھُوَ الْجَائِرُ (وَبِہٖ قَالَ) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَشْکَابَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (وَعَنھُمْ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ .

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب جس کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد سب سے بڑا درجہ اُمت میں دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اِس کو قبولیت عطا فرمائی ہے یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اِس کتاب کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اِخلاص کی برکت سے عطا فرمایا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سات ہزار سے زیادہ اَحادیث اِس کتاب میں جمع فرمائی ہیں منتخب کر کے اَور ہر حدیث لکھنے سے پہلے استخارہ بھی فرماتے تھے اور غسل بھی فرماتے تھے اَور دو رکعت نفل بھی پڑھتے تھے پھر اُس کے بعد حدیث کو لکھتے تھے تو گویا سات ہزار سے زائد غسل اِس کتاب کے لیے کیے اُنہوں نے ، وضو نہیں غسل۔ اور چودہ ہزار سے زائد نوافل اِس کتاب کو لکھنے کے لیے پڑھے اُنہوں نے ہر حدیث لکھنے سے پہلے دو نفل۔ سات ہزار دو سو کچھ اَحادیث ہیں تو چودہ ہزار چار سو سے بھی زیادہ نوافل پڑھے اور ہر حدیث سے پہلے غسل کیا اور اُس کے بعد پھر حدیث کو شامل فرماتے تھے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ دُوسری صدی ہجری کے آخر میں دُنیا میں تشریف لائے ۱۹۴ھ میں اور تیسری صدی ہجری کے وسط میں ۲۵۶ھ میں آپ کی وفات ہوگئی۔ جمعہ کے دن پیدائش ہوئی تھی۔ ۱۳؍شوال کو اور عید کے دن یکم شوال کو رات تھی اگلے دن صبح عید تھی تو آپ دُنیا سے تشریف لے گئے۔ آپ کی پیدائش بخارا جو اُزبکستان میں ہے وہاں ہوئی اور وفات آپ کی سمرقند میں ہوئی اور وہاں اُس کے قریب ہی

ایک قریہ ہے اُس میں آپ کی تدفین ہوئی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے ۶۲ رسال عمر دی۔ اِس مختصر سی مدت میں اَور عمر میں اللہ تعالیٰ نے اُن سے وہ کام لیے جو بڑی بڑی جماعتیں مل کر نہیں کر سکتیں۔ علمِ حدیث میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جو مرتبہ اور مقام ہے وہ اِتنا بلند ہے کہ اُس وقت کے بہت سے لوگ اِس کم عمری میں آپ کی اِس شان سے حسد کرنے لگ گئے تھے۔

ایسی عظیم الشان اللہ نے حیثیت بنادی تھی کہ وہ حسد میں مبتلا گئے اور آپ کو تکلیفیں پہنچانا یا ایسی چیزیں کرنا جس سے آپ کی لوگوں کی نظروں میں قدر و منزلت کم ہو جائے اِس قسم کی چیزیں کرنے لگ گئے تھے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد تشریف لائے تو وہاں پر کسی مجلس میں کچھ لوگوں نے آپ کا امتحان لینے کے لیے ایک طریقہ اپنایا اور دس آدمی منتخب کیے اور دس آدمیوں کو دس دس حدیثیں یاد کرائیں تو کل سو (۱۰۰) حدیثیں بن گئیں۔ تو حدیث میں ایک متن ہوتا ہے ایک سند ہوتی ہے، سند بیان ہوتی ہے اُس کے بعد حدیث بیان ہوتی ہے تو دس آدمیوں میں سے ہر ایک کو جو دس دس حدیثیں یاد کرائیں اُس میں سند جو تھی جس حدیث کی وہ کسی اور حدیث کے ساتھ جوڑ دی اور اُس کا متن کسی اور سند کے ساتھ جوڑا۔ اِس حدیث کے ساتھ جو اِس کی اصل سند ہے وہ نہیں بیان کرنی بلکہ دُوسری سند بیان کرنا اور اِسی طرح دُوسری سند جو ہے اُس کے ساتھ اُس کا جو متن آتا ہے وہ نہیں بلکہ دُوسرا کوئی متن بیان کرنا۔

اَب ایک آدمی اُٹھا اُس نے حدیث کی سند پڑھی، سند تو صحیح پڑھ لی لیکن اُس کا جو متن تھا وہ اَور پڑھا جو اِس سند سے نہیں آتا حضرت امام بخاریؒ کو سنایا آپؒ نے فرمایا لَا اَدْرِی مجھے نہیں معلوم۔ پھر دُوسری اُس نے اِسی طرح پڑھی پھر اُس کی سند اور متن بدل دیا تو آپؒ نے پھر فرمایا لا ادری میں نہیں جانتا۔ پھر تیسری پڑھی پھر چوتھی پڑھی ہر حدیث پر آپؒ نے یہ فرمایا مجھے نہیں معلوم۔ اَب مجمع تھا علماء کا بھی اور عام لوگوں کا بھی۔ تو جو اہلِ علم حضرات تھے وہ تو آپ کے اِس جواب سے سمجھ رہے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے آدمی ہیں۔ لیکن عام لوگ جو تھے وہ کہہ رہے تھے کہ یہ بھی کوئی عالم ہے ہر حدیث پر کہہ رہا ہے مجھے نہیں پتا، پتا ہی نہیں اِنہیں پھر پتا کیا ہے؟ تو جب دس حدیثیں وہ آدمی بیان کر چکا تو پھر دُوسرا کھڑا ہوا اُس نے بھی دس حدیثیں بیان کیں اور وہ بھی اِسی طرح۔ پھر تیسرا پھر چوتھا پھر پانچواں اِس طرح دس آدمی کھڑے ہوئے اور کل سو حدیثیں بیان کیں ہر حدیث پر امام صاحبؒ نے فرمایا لَا اَدْرِیْ مجھے نہیں پتا۔ اَب ماحول خراب ہو گیا عام

لوگوں کی وجہ سے فضا خراب سی بن رہی ہے کہ انہیں کسی چیز کا پتا ہی نہیں۔ جب بیان کر چکے تو پھر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اُٹھے اور پھر اُسی ترتیب سے جس ترتیب سے پہلے آدمی نے دس حدیثیں بیان کیں وہ بیان کیں اِنہوں نے کہ تم نے جو پہلی حدیث بیان کی تھی اِس سند کے ساتھ اُس سند کے ساتھ فلاں حدیث کا متن صحیح ہے اِس کا یہ متن ہے یہ حدیث اُس کے ساتھ جڑتی ہے یہ نہیں جڑتی۔ پھر دُوسری بیان کی کہ اِس کی سند کے ساتھ یہ متن ہے پھر اِس سند کے ساتھ یہ متن ہے ترتیب کے ساتھ ساری سو کی سو حدیثیں صحیح کر کے بیان فرمائیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے۔

تو یہ جو امتحان ہوا اُن کا اور اُس میں اللہ نے اُنہیں سرخرو کیا تو یہ غیبی مدد ہوتی ہے۔ دو چار حدیثوں میں بھی صحیح متن اور سندوں میں کوئی مغالطہ ڈال دے تو اچھے سے اچھا محدث بھی سوچ میں پڑے گا کہے گا دیکھ کر بتاؤں گا یا سوچ کر بتاؤں گا۔ لیکن اُسی وقت سب کچھ بتانا یہ ایک ایسی چیز ہے جو خداداد چیز تھی بغیر خدائی تائید کے اور خدا کی مہربانی کے یہ چیز حاصل نہیں ہوسکتی انسان کی طاقت سے بظاہر یہ باہر ہے۔ تو یہ علمِ حدیث بہت شریف علم ہے اور بہت عظیم علم ہے۔ حدیث کا مطلب قرآن ہی ہوتا ہے قرآن اور حدیث الگ الگ نہیں ہیں اگر حدیث کو چھوڑ دیں تو قرآن کی جو سمجھ اور فہم ہے وہ ختم ہو جائے گی۔

ابھی میں مسجدِ نبوی میں بیٹھا ہوا تھا تو وہاں نمازوں کے بعد کچھ سبق ہوتے ہیں پڑھانے کے لیے معلم مقرر ہیں وہ بیٹھ جاتے ہیں کوئی قرآن پڑھا رہا ہے کوئی تجوید پڑھا رہا ہے کوئی حدیث پڑھا رہا ہے کوئی درس دے رہا ہے ایسے حلقے ہوتے ہیں۔ تو میں نے دیکھا کہ وہاں عرب تھے قرآن پاک کھول کر بیٹھتے تھے اُن کے ساتھ ایک اُستاد بیٹھا تھا تو وہ قرآن پڑھ رہے تھے اور پڑھتے ہوئے وہ اُس کا تلفظ عربوں کو دُرست کروا رہا تھا قرآن کا تلفظ جو ہے وہ بھی دُرست کروا رہا تھا حالانکہ وہ عرب تھے پڑھنے والا بھی عرب اور پڑھانے والا بھی عرب۔ تو معلوم ہوا کہ قرآن کا جو تلفظ ہے صرف تلفظ وہ اہلِ زبان کو بھی سیکھنا پڑ رہا ہے۔ اُس میں غلطیاں اُن سے بھی ہو جاتی ہے۔ تو باقی چیزیں تو پھر بہت سیکھنے کی ہیں۔ تو یہ سمجھنا کہ قرآن کوئی کھیل ہے اور مذاق ہے اور اِسے ہر آدمی اپنی سمجھ کے مطابق جو مطلب آئے سمجھ لے یہ ممکن نہیں ہوسکتا۔ اِس کا وہی مطلب لیا جائے گا جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے بتلا دیا کہ اِس آیت کا یا اِس مضمون کا یہ مطلب ہے بس اُس کے علاوہ کوئی اور مطلب اِس کا نہیں لیا جاسکتا چاہے کوئی کتنا ہی سمجھدار ہو اور کتنا ہی لائق فائق ہو اور وہ یہ کہے کہ نہیں اِس کا یہ

مطلب ہے تو مردود ہے اُس کا مطلب۔ اور صرف وہی متعین ہوگا جو آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بتلا دیا۔

تو قرآن کی تشریح اور قرآن کی تفسیر اور تفصیل وہ حدیث ہے۔ یہ بھی وحی ہے وہ بھی وحی ہے۔ فرق یہ ہے کہ وہ وحی متلو ہے اور یہ وحی غیر متلو ہے فرق یہ ہے۔ دونوں وحی ہیں۔ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وہ اپنی طرف سے بات نہیں کرتے وحی آتی ہے۔ اور اِس کے علاوہ اور جتنی باتیں ہیں نبی علیہ السلام کی اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہیں تو قرآن پاک اور حدیث جدا نہیں ہو سکتے ساتھ ساتھ چلیں گے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کتاب کو جس باب سے شروع کیا تو اُس کو وحی سے شروع فرمایا تھا اور وحی سے شروع اِس لیے فرمایا کہ دین کا سارا مدار ہی وحی پر ہے اِس لیے اُس سے ابتداء فرمائی تھی اور آخر میں جو باب امام بخاریؒ لائے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اعمال کا وزن اور اُس سے پہلے نیت کہ اِصلاحِ نیت ہونی چاہیے جب نیت صحیح ہو اور نیت گھوم رہی ہو وحی کے اِرد گرد اُس کے علاوہ کسی اور چیز پر نہ جائے تو وہ مستحکم اور مضبوط چیز ہو جاتی ہے اور پھر آخر میں جب اللہ کے یہاں اُس عمل کا جس میں یا اُس وحی کا جس پر عمل اچھی نیت کے ساتھ ہوا ہو جب وزن ہوگا تو وہ اللہ کے یہاں بہت وزنی ہو جائے گی۔ تو آخر میں چونکہ وزن ہوں گے اس لیے آخر میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ وزن کا باب لے آئے ہیں تو اِس میں ایک تو یہ مناسبت ہے دُوسرے ساتھ ساتھ رد بھی کر دیا معتزلہ پر۔ یہ جو نیچری لوگ ہیں عقل پرست ہیں سائنسدان ہیں یہ کہتے ہیں کہ بس جو مشاہدہ ہے وہی ٹھیک ہے جب تک کوئی چیز مشاہدے میں نہیں آئی اُس کو ہم تسلیم نہیں کرتے تو اُن کا رد کر دیا۔

معتزلی وزنِ اعمال کا اِنکار کرتے تھے اَور وہ یہ کہتے ہیں کہ اعمال تو اعراض ہیں اور وزن جواہر کا ہوتا ہے اعراض کا نہیں ہو سکتا اور یہ تو جواہر کے ساتھ ہوتے ہیں اور صادر ہوتے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں۔ تو جو فناہ ہو گئی چیز تو اُس کا وزن کیسے ہوگا۔ تو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اُن کا رد فرما رہے ہیں اور یہ فرمایا کہ نہیں اعمال کا وزن ہوگا اور یہ وزن ہونا حق ہے اور اُس پر پھر یہ لائے باب اور اُس کو اِس آیت سے ذکر فرمایا وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قیامت کے دن ہم عدل کے ترازو میں رکھیں گے۔ اَب ترازویں کئی بھی ہو سکتی ہیں اور ایک بھی ہو سکتی ہے لیکن اعمال کے اعتبار سے کہ جن کے وزن ہوں گے وہ

بہت سارے ہیں اِس لیے موازین فرمایا دیا اِس کو تو یہ توجیہات آئی ہیں اس کی مختلف۔

اور وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ اٰدَمَ وَقَوْلَھُمْ یُوْزَن صراحت فرمادی اِس کی کہ بنی آدم کے اعمال اور اُن کے جو قول ہیں باتیں ہیں اُن کا وزن کیا جائے گا۔ یہ سب اعراض ہیں اَور اعراض کا وزن ہوتا ہے نئی بات نہیں ہے شروع سے ہوتا آیا ہے، اعراض کی کمی بیشی ناپ تول یہ ہمیشہ سے رہی ہے اِس پر فیصلے ہوئے ہیں شروع سے پہلوانوں کا مقابلہ ہوتا رہا ہے اور جیتنے والے کو جو جیت جاتا ہے اُس کو اخیر میں کہتے ہیں کہ یہ طاقت میں زیادہ ہے۔ تو طاقت کا وزن ہو کر اُس کو نمبر ایک والے میں کھڑا کر دیتے ہیں حالانکہ جو ہارا ہوتا ہے وہ وزن میں بھی زیادہ ہوتا ہے بعض دفعہ اُس سے اور ڈیل ڈول میں بھی زیادہ ہوتا ہے جو جیتا ہے اُس کے مقابلے میں لیکن اُسے نمبر دو پر کھڑا کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہاں دُنیا ہی میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو ہر وزن میں زیادہ ہے لیکن اُسے وہ فیل کر رہے ہیں اور اُس کے جو اعراض تھے جو ایک عارضی چیز ہے عرض ہے اُس کو اہمیت دی اور اُس کے بل بوتے پر یہ فیصلہ دیا کہ یہ جیت گیا۔ تو یہ شروع سے آرہا ہے آج نہیں ہے کہ سائنس نے کوئی کرشمہ کر دیا اور سائنس کوئی کمال دکھا رہی ہے وزنِ اعراض ہونے لگا سائنس سے ہٹ کر بھی وزنِ اعراض شروع سے چلا آرہا ہے پہلوانوں کا مقابلہ، گھوڑوں کا مقابلہ، گھڑ دَوڑ کا مقابلہ نبی علیہ السلام کراتے تھے۔ اُس میں کونسا گھوڑا جیت رہا ہے کونسا نہیں جیت رہا، کونسا نمبر اوّل آرہا ہے کونسا نمبر دو آرہا ہے، سب اعراض ہوتے تھے حالانکہ بعض دفعہ وہ گھوڑا زیادہ جسیم ہوتا تھا جو پیچھے رہ جاتا تھا اور جو آگے بڑھ جاتا تھا وہ لاغر سا ہوتا تھا لیکن اُس کو کہا جاتا تھا کہ یہ جیت گیا اور اِسے کہا جاتا ہے یہ ہار گیا۔ تو یہ کیا ہوا؟ یہ بھی اعراض کا وزن ہے۔

تو وزنِ اعراض ایسی چیز ہے کہ جب سے اِنسان نے دُنیا میں قدم رکھا وزنِ اعراض ہو رہا ہے اور اگر دُنیا میں اِنسان نہ بھی آتا تو یہ بات ایک حق تھی کہ اعراض کا وزن ہو سکتا ہے۔ تو عقل پر پردہ پڑا معتزلہ کے اور وہ بہک گئے شیطان کے بہکاوے میں آگئے اور وزنِ اعمال کا اِنکار کر دیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اُن کا رد فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلْقِسْطَاسُ اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِیَّةِ رُومی زبان میں عدل کو کہتے ہیں اور عربی میں بھی عدل کو کہتے ہیں تو رُومی اور عربی دونوں میں ایک معنٰی دونوں کے ہو جاتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں وَیُقَالُ اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ اصل میں وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ یہ باب مزید سے جب آئے تو اِس کا معنٰی عدل کے ہے اور جب مجرد سے آئے تو اِس کا معنٰی جور (ظلم) کے ہے۔ تو اعتراض یہ ہوا

کہ جب عدل کے معنی ہیں تو پھر تو مصدر قسط نہیں آنا چاہیے تھا اقساط آنا چاہیے تھا تو فرماتے ہیں زوائد کو جب حذف کریں تو اصل قسط ہی ہے تو اِس اعتبار سے یہ قسط مصدر مقسط کا ہے اگرچہ اقساط بنتا ہے مگر قسط کا اِنکار بھی نہیں کیا جا سکتا ہے قسط بھی مصدر ہی ہے۔ وَیُقَالُ اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ تو مقسط کسے کہتے ہیں عادل کو کہتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ . اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں قرآنِ پاک میں بھی آتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ اگر یہ باب ضرب یضرب مجرد سے لیں گے تو یہ ظالم کے معنی میں ہوگا قرآنِ پاک میں بھی آتا ہے وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا۔ تو یہ تشریح فرمائی اِن الفاظ کی حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور آگے پھر روایت ذکر فرما رہے ہیں اِس کے ذیل میں بھی یہی وزنِ اعمال ثابت ہوتا ہے تو سند بیان فرمائی اور اُس کے بعد فرمایا کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں كَلِمَتَانِ یہ خبر ہے مقدم اور آگے جو ہے اِس کی صفت ہے اور مبتداء اِس کا مؤخر ہے شوق دِلانے کے لیے رغبت دلانے کے لیے اِس طرح کر دیا جاتا ہے کلامِ عرب میں کہ خبر کو مقدم کر دیتے ہیں اور مبتداء کو مؤخر کر دیتے ہیں۔ لہٰذا وہی اصول اختیار فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور فرمایا کہ دو کلمے ہیں جو اللہ کو بہت محبوب ہیں حَبِيْبَتَانِ محبوب کے معنی میں ہے دونوں محبوب ہیں اللہ کو رحمان کو بہت محبوب ہیں اور خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ زبان پر بہت ہلکے ہیں تلفظ کرنے میں کوئی دِقت مشکل نہیں ہوتی زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بہت وزن ہے اللہ کے یہاں، کیا ہیں وہ دو؟ فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے وَبِحَمْدِهٖ اور ہر خوبی سے موصوف ہے اور سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور اللہ عظیم اور برتر ہے یہ دو کلمے ہیں اِن کا اللہ کے یہاں بہت وزن ہے۔

اللہ تعالیٰ اِس عمل کو اپنے فضل اور کرم سے قبول فرمائے ہمارے علم کو بابرکت بنائے اِس میں پڑھنے پڑھانے میں جو لغزشیں کوتاہیاں اور غفلتیں ہوئی ہیں اُنہیں معاف فرمائے اور اپنے دینِ متین کی خدمت لے اور اِس عمل کو مرتے دم تک جاری رکھے اور بار بار اِس کو پڑھنے پڑھانے کی توفیق دیے رکھے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کچھ نصیحتیں فرماتے تھے اپنے شاگردوں کو اور متوسلین کو وہ ہم نے پہلے بھی ذکر کی

ہیں متعدد دفعہ، آخر میں ایک دفعہ پھر توجہ دلا دیتے ہیں کہ اُن کو ضرور اپناتے رہیں اور وہ ایسی چیزیں ہیں کہ اُس پر کسی کو بھی اعتراض نہیں ہوگا اور جس سلسلے سے بھی کوئی وابستہ ہو اُسے کر سکتا ہے کوئی اِس کا اِنکار نہیں کرتا۔

آج کل فتنوں کا دور ہے بہت زیادہ، فتنے اِتنے ہیں کہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں سب جانتے ہیں تو اِس لیے یہ دُعا کیا کریں کہ اے اللہ ہمیں فتنوں سے بچائے رکھ اور ہمیں راہِ مستقیم پر قائم رکھ اور اِسی پر ہمارا خاتمہ ہو جائے۔ اُس کے لیے سورہ کہف کا عمل ضرور کرتے رہیں کہ ہر جمعہ کو سورۂ کہف پڑھتے رہا کریں اور معمول بنالیں زندگی کا چاہے حافظ ہیں آپ یا حافظ نہیں ہیں بس اِس کا معمول بنالیں۔ اِس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ اِس کی برکت سے دجال کے فتنے سے شیطان کے فتنے سے نفس کی خباثتوں سے ہر قسم کی ظاہری اور باطنی گمراہی سے حفاظت فرما اور خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ یا پھر اِس کی پہلی دس آیتیں بعض روایتوں میں آخری دس آیتیں بھی آتی ہیں اِن کو روزانہ پڑھ لیا کریں یا دونوں ہی عمل کر لیا کریں جمعہ کو بھی پڑھتے رہیں اور دس آیتیں ابتدائی روزانہ پڑھ لیا کریں اِس نیت سے۔ دس آیتیں پڑھنے میں بیس سیکنڈ لگتے ہیں چھوٹی چھوٹی آیتیں ہیں وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا پر یہ پوری ہو جاتی ہیں۔

اور دُوسرا حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے تھے کہ رات کو سونے سے پہلے عشاء کے بعد سورۂ ملک پڑھ لیا کریں اور سورۂ الم سجدہ اکیسویں سپارے کی پڑھ لیا کریں، حدیث شریف میں اِن کی بڑی فضیلت آتی ہے اور یہ آتا ہے کہ جو اِن کو پڑھے گا قبر کے عذاب سے اللہ اُسے بچالے گا اِن کی برکت سے۔ اور یہ بھی آتا ہے کہ یہ پرندے کی یا ایسی کسی شکل میں آجائے گی اور جیسے مرغی اپنے چوزوں کو نیچے چھپا لیتی ہے جب وہ عذاب کا فرشتہ آئے گا تو یہ اُسے ایسے چھپالے گی اپنے نیچے وہاں مدد کرے گی جہاں کوئی مدد نہیں کر سکتا، یہ بھی آتا ہے کہ جب وہ سرہانے کی طرف سے آئے گا تو یہ رُکاوٹ بن جائے گی وہ دائیں طرف سے آئے گا تو یہ رُکاوٹ بن جائے گی اور بائیں طرف سے آئے گا تو یہ کھڑی ہو جائے گی حتی کہ وہ دُور سے ہی پھر سوال کرے گا قریب نہیں آنے دے گی۔ یہ بھی آتا ہے الم سجدہ کے بارے میں جب اللہ تعالیٰ اِس کو جہنم میں بھیجنے کا کسی بدعملی کی وجہ سے فیصلہ فرمادیں گے تو یہ سورت سفارشی بن کر آجائے گی کہ اے اللہ اِس کو بخش دے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نہیں یہ جہنم میں جائے گا یہ اصرار کرے گی پھر اللہ سے بحث کرے گی یہ بھی اللہ ہی کی اجازت سے ہوگا اُس کی

مشیت سے ہوگا بس بخشنے کا ایک اَنداز ہے اللہ کا ، پھر یہ سفارش کرے گی پھر یہ زور دے گی پھر یہ بحث کرے گی پھر یہ کہے گی کہ یا تو اِس کو بخش دے یا پھر مجھے مٹا دے ۔تو یہ اللہ کا کلام ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اِس کی زوردار سفارش پر کہیں گے کہ جاؤ اِس کو بخش دیا ہم نے ۔تو یہ ایسا عجیب ساتھی اور رفیق ہے کہ جہاں پر کوئی کام نہیں دے گا وہاں یہ عمل کام دے گا تو سورہ الم سجدہ اور سورہ ملک پڑھ لیا کریں۔

اور تیسرا یہ فرماتے تھے کہ مغرب کے بعد سورۂ واقعہ پڑھا کریں اُس کے ساتھ سورۂ مزمل پڑھا لیا کریں ہے یہ بھی دس منٹ کا عمل ہے مشکل سے ۔سورۂ واقعہ کے بارے میں حدیث شریف میں یہ آتا ہے کہ جو اِس کو پڑھے گا اُسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا ، اِنشاء للہ ۔تو اِس لیے یہ پڑھتے رہنی چاہیے علماء کو اور طلباء کو خاص طور پر اِس کو معمول بنالیں عادت بنالیں ہر حال میں وضوء بے وضوء ، وضوء بھی شرط نہیں ہے اِتنا آسان کیا ہے اللہ نے وضوء ہو تو ٹھیک ہے نہیں ہے تو بھی پڑھ لیں بغیر وضوء پڑھ لینا چاہیے ۔تو اِن دونوں سورتوں کو مغرب کے بعد پڑھ لیا کریں۔

اور چوتھے یہ فرماتے تھے کہ فجر سے پہلے یا فجر کے بعد سورۂ یٰس پڑھنے کا معمول بنالیں اِس کو کرتے رہا کیجیے۔

آج کل حالات ہی ایسے ہیں ظہر میں دِن میں کسی وقت سورۂ فتح کا معمول بنالیں کہ یہ پڑھ کر تمام اُمت کے لیے دُعا کیا کریں ۔اِس وقت ہم بہت بہت بد عملی میں مبتلا ہیں اِس قدر بد عملی ہے اِس قدر بد عملی ہے کہ آپ یہ سمجھیں کہ حرمین شریفین جو ہے اِس کو اکثر لوگوں نے سیر گاہ بنالیا ہے کہ ایسا لگتا ہے جیسے یہ لوگ آگرہ کا تاج محل دیکھنے کے لیے آئے ہوئے ہیں ۔مسجد میں نماز کے دوران طواف کے دوران روضہ اَقدس کے سامنے موبائل کی میوزک والی گھنٹیاں بجھتی ہیں گونجتی ہیں حرم میں ، نبی علیہ السلام کے مواجہہ شریف کے سامنے میوزک گونج رہا ہے ۔اِس کو کوئی حرام ہی نہیں سمجھ رہا ہے کوئی روک ٹوک نہیں کرتا ۔پھر بیت اللہ کے سامنے اُس کے دائیں بائیں تصویریں کھینچی جارہی ہیں موبائل ہے ہر ایک کے پاس تصویر والا ،شوہر بیوی کی تصویر کھینچ رہا ہے مجمع کے سامنے کوئی شرم اُسے نہیں آرہی کہ میری بیوی کو لوگ دیکھ رہے ہیں مجھے دیکھ رہے ہیں ۔بیوی شوہر کی تصویر کھینچ رہی ہے بیت اللہ کو پشت کی طرف کرکے اور پوز بنا کر تصویر کھینچ رہی ہے ۔عورتیں عورتوں کی

کھینچ رہی ہیں ایک دُوسرے کی کھینچ کر مجمع اِدھر آجاتا ہے پھر ایک نکل کر اِدھر آجاتا ہے باری باری اگر چھ ساتھی ہیں تو چھ دفعہ تصویر کھچتی ہے کیونکہ کھینچنے والا ہر دفعہ آتا ہے گروپ بنانے کے لیے چھ دفعہ تصویر کھچ رہی ہے، حرم شریف کے اَندر کوئی اُن کو روک ٹوک نہیں کرتا۔ تو حرم محترم میں یہ ہو رہا ہے میوزک بھی بجتا ہے تصویر بالکل حرام عمل ہو رہا ہے۔

اور دو بچوں کو میں نے دیکھا اُن کی تیرہ چودہ سال عمر ہوگی اُنہوں نے کوئی عمرہ کیا ہوگا حلق کررکھا تھا تو وہ دونوں ایک دُوسرے کی تصویریں اُتار رہے تھے جیسے یادگار ہوتی ہے سیر کے لیے آئیں ہوں تو پہلے ایک نے اُس کی تصویر اُتاری اُس نے پہلی تصویر تو حلق کے ساتھ اُتر وائی ٹوپی اُتار کر تاکہ گنج نظر آئے تصویر میں پھر اُس نے ٹوپی پہنی پھر اُس نے وہ تصویر اُتر وائی پھر اُس نے کالا چشمہ پہنا وہ تصویر اُتر وائی، یہ میں آنکھوں سے خود دیکھ رہا ہوں یہ تین پوز اُس نے اُتر وائے۔ دُوسرا دوست اُس کی جگہ آ گیا اُس کا ہم عمر ساتھی اُس نے بھی پہلے ایک تصویر حلق والی اُتر وائی پھر اُس نے وہی ٹوپی پہن کے اُتر وائی پھر اُس نے کالا چشمہ پہن کر اُتر وائی تو کوئی روک ٹوک نہیں۔ نوجوان لڑکیاں لڑکے تصویریں اُتر وا رہے ہیں مجمع دیکھ رہا ہے۔ طواف کے دوران تصویر اُتار رہے ہیں یوں طواف بھی کر رہے ہیں اور تصویر بھی اُتار رہا ہے اپنی بیوی کی، بیوی اُس کی طرف مسکرا کے دیکھتی ہے اور شوہر کی بیوی اُتار رہی ہے جیسے کہ پکنک منانے کے لیے کسی کلب میں آئے ہوئے ہیں تھیٹر میں آئے ہوئے ہیں العیاذ باللہ۔

یہ بدعملی اِس وقت ہو رہی ہے۔ اللہ توفیق دے وہاں کے علماء کو اور وہاں کی حکومت کو کہ جیسے وہ بہت اچھے کام بھی کرتی ہے حرمین شریفین کی خدمت بے مثال خدمت کی ہے اُنہوں نے اِس چیز کی طرف بھی توجہ اللہ کرے ہو جائے تاکہ وہ لوگوں کو اس پر سختی کے ساتھ نکیر شروع کردیں اور اس عمل پر پابندی لگادیں کہ حرمین شریفین کے اندر ایسا کوئی نہ کرے۔

جمعہ کا خطبہ ہونے والا تھا تین عرب نوجوان میرے ساتھ بیٹھے تھے کیمرہ نکال لیا خطبہ ہونے والا ہے وہ تصویر کھینچ رہا ہے اور وہ یوں ہاتھ اُٹھا رہا ہے بلا وجہ جعلی دُعا مانگ رہا ہے دُعا نہیں تھی وہ تصویر کے لیے یوں ہاتھ اُٹھا رہا ہے بیت اللہ کے سامنے، پھر اُس نے اِس کی اور پھر اِس نے اُس کی تصویر اُتاری۔ میں نے اُن

سے کہا کہ یہ اللہ کا حرم ہے مسجد حرام ہے جمعہ کا دن ہے تصویر جو بالکل ممنوع اور حرام ہے آپ یہ کام اِس مسجد میں کر رہے ہیں۔ بہرحال اُن کی خوبی تھی کہ وہ شرما گئے تینوں اُن میں سے ایک نے تو میرا شکریہ ادا کیا اِس نکیر پر اور اُس نے اُسے جیب میں رکھ لیا برا نہیں مانا اللہ توفیق دے سب کو۔

بہرحال مجموعی ایک بتایا ہے کہ وہاں ساری دُنیا کے چونکہ مسلمان آئے ہوئے تھے سب یہ کر رہے تھے داڑھی والے بھی یہ تصویریں اُتار رہے تھے داڑھی والوں کے موبائل بھی اِسی طرح بجتے تھے میوزک کے ساتھ بغیر داڑھی والوں کے بھی بجتے تھے۔ مذہبی ہو یا غیر مذہبی ہو اُن میں بہت پاکیزہ لوگ بھی ہوں گے وہ تو اِن چیزوں سے بچتے ہیں لیکن عام طور پر سب اِس میں مبتلا ہیں اور یہ حرام کام حرم کے اَندر ہو رہا ہے۔ تو اِس قدر بدعملی آئی ہوئی ہے ہم میں کہ اُس کا وبال اور نحوست ہے کہ ہم اِس وقت زوال میں ہیں کفر چڑھا ہوا ہے غالب ہے اور ہم مغلوب ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اِس رُسوائی سے نکالے بہرحال یہ چند چیزیں ہیں جو حضرتؒ فرماتے تھے اِن کو معمول بناتے رہیے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بھی دیں آمین۔ **وما علینا الا البلاغ**

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

شب براءت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کن کاموں سے بچنا چاہیے

حضورِ انور ﷺ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں تمہیں معلوم ہے شعبان کی اِس (پندرہویں) شب میں کیا ہوتا ہے؟ اُنہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اِس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اِس سال میں جتنے پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے اِس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اِس رات میں لکھ لیے جاتے ہیں اور اِس رات میں سب بندوں کے اعمال (سارے سال کے) اُٹھائے جاتے ہیں اور اِسی رات میں لوگوں کی (مقررہ) روزی اُترتی ہے''۔(بیہقی)

(۱) اِس رات میں قیام کرنا یعنی نوافل پڑھنا مستحب ہے۔(۲) اِس رات میں قبرستان جانا اور مُسلمانوں کے لیے ایصالِ ثواب کرنا مستحب ہے۔(۳) اگلے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

اِس شب میں صلٰوۃ التسبیح پڑھیں، تہجد پڑھیں اور اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ عشاء اور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ نفلوں میں تو لگے رہیں اور فرائض چھوٹ جائیں۔حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اکیلے قبرستان گئے تھے، اس لیے اکیلے جائیں اور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں۔عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں۔بہتر ہے کہ شعبان کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تینوں دن کے روزے رکھ لیے جائیں انہیں ''ایَّامِ بِیْض'' کہتے ہیں اور ان دنوں میں روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔

اِس شب میں آتش بازی ہرگز نہ کی جائے اِس کا سخت گناہ ہے اور یہ ہندوؤں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔ چراغاں نہ کیا جائے، کیونکہ اوّل تو یہ شریعت سے ثابت نہیں، دُوسرے اِس میں اسراف ہے بہت سے لوگ اِس شب میں بجائے عبادت کے حلوے مانڈے میں مصروف ہوجاتے ہیں شریعت سے اِس شب حلوہ وغیرہ پکانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ بہت سے لوگ مسجد میں اکٹھے ہوکر شوروغوغا کرتے ہیں اس سے بچا جائے اِس کا سخت گناہ ہے۔بہتر یہ ہے کہ نفلی عبادت خُفیہ کی جائے کہ دُوسرے کو پتہ نہ چلے۔آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ اِس شب میں اِس طرح مسجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے سب اپنے گھروں میں ہی عبادت کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔(ماخوذ از فضیلت کی راتیں)

ضروری اعلان

جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور اور دارالافتاء والتحقیق چوبرجی پارک لاہور میں ہمارے پاس ۲۰۰۰ء سے تاحال اِفتاء میں تخصّص مکمل کرنے والے مندرجہ ذیل اَفراد ہیں :

مولوی محمد قاسم امین بن محمد سلیم ساکن ٹوبہ ٹیک سنگھ		مولوی عبداللہ بن عبدالواحد ساکن لاہور
مولوی ضیاء الرحمٰن بن احمد گل ساکن کوہاٹ		مولوی محمد یعقوب بن حاجی محمد نواز ساکن سرگودھا
مولوی شمس الدین بن محمد عالم ساکن آزاد کشمیر		مولوی شعیب بن شیر خان ساکن منڈی بہاؤالدین
مولوی عبدالرحمٰن بن نذر حسین ساکن پتوکی		مولوی رضا علی بن آصف علی ساکن لاہور
مولوی محمد اِسلام بن ضمیر گل ساکن کوہاٹ		مولوی طاہر نوید بن عبدالمالک ساکن فاروق آباد

اِفتاء میں ہمارا نصاب شروع دِن سے کم اَزکم دو سال کا رہا ہے جو یہ ہے :

لازمی مطالعہ کی کتب : ردّالمحتار کا دو تہائی حصہ۔ ابنِ عابدین کے چند رسائل۔ اُردو کتب فتاوٰی۔

سبق کی کتب : حجۃ اللہ البالغہ (پہلا حصہ)۔ موافقات (ایک تہائی کتاب) شرح عقود رسم المفتی۔ الاشباہ والنظائر کا فن اوّل۔ مسلم الثبوت درسی مکمل۔ اصول بزدوی (ایک تہائی کتاب)

تمرینِ اِفتاء : کم اَزکم چار ماہ

اِن کے علاوہ جو لوگ ایک سال کے لیے اِستفادے کی غرض سے آتے اُن کو ہم فقہیات کے عنوان سے داخلہ دیتے اور اُن پر واضح کر دیا جاتا کہ اِس کی بنیاد پر اپنے آپ کو نہ مفتی کہہ سکتے ہیں اور نہ کہلوا سکتے ہیں۔ اَب اگر اِن میں سے کوئی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ اِس خیانت کا خود ذمہ دار ہے ہم اِس سے بری الذمہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔

عبدالواحد غفرلہٗ

دارُالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

دارُالافتاء والتحقیق چوبرجی پارک لاہور

یکم رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

زکوٰۃ............اَحکام اور مسائل

﴿حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ﴾

تم خدا کے فضل سے نمازی ہو، جماعت سے نماز اَدا کرتے ہو، نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اُس کا ترجمہ اور مطلب بھی سمجھ لیتے ہو، تم پوری طرح سمجھ چکے ہو کہ نماز اللہ کی یاد کا ایک طریقہ ہے جس میں بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ عاجزی اور نیازمندی پیش کرتا ہے، اپنے دُکھ درد کی فریاد کرتا ہے اور جماعت میں شریک ہو کر جماعتی نظم، اتحاد، اتفاق اور مساوات کا سبق لیتا ہے اور تمام دُنیا کے لیے نمونہ پیش کرتا ہے ۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و اَیاز نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

خدا کے فضل سے تم روزوں کے بھی عادی ہو، تمام دن بُھوکے پیاسے رہ کر ثابت کرتے ہو کہ ہمارا کھانا پینا اور ہمارے دل کی چاہ ''حکمِ رب'' کے تابع ہے۔ اُس نے اَجازت دی تو ہم نے کھایا پیا، دل کی چاہ پوری کی۔ اُس نے منع کر دیا تو ہم رُک گئے۔ اِس سے اپنے اُوپر قابو پانے کے مشق بھی ہوتی ہے اور بھوکے پیاسے، ضرورت مندوں کے دُکھ درد کا احساس بھی بیدار ہوتا ہے جس سے خلق خدا کے ساتھ ہمدردی بڑھتی ہے لیکن تمہارا ایمان یہ بھی ہے کہ جس طرح ہماری جان خدا کی دی ہوئی ہے جب اُس نے چاہا ہمیں پیدا کیا۔ گوشت کے لوتھڑے میں جان ڈالی، جب چاہے گا یہ بخشی ہوئی جان لے لے گا۔ اِسی طرح ہمارا مال بھی خدا کا دیا ہوا ہے ہماری جس کوشش کو چاہتا ہے وہ کامیاب کر دیتا ہے جس سے ہمارے ہاتھ کُھل جاتے ہیں جیب بھر جاتی ہے گھر میں رونق آجاتی ہے اور جب چاہتا ہے اپنی دی ہوئی دولت سمیٹ لیتا ہے۔ چنانچہ فارسی کا یہ شعر جو عام طور پر زبانوں پر ہوتا ہے، ہمارا عقیدہ ہے ۔

در حقیقت مالک ہر شے خدا اَست این امانت چند روزہ نزدِ ماست

یعنی درحقیقت ہر ایک چیز کا مالک اللہ تعالی ہے جو کچھ ہمارے پاس ہے اللہ کی دی ہوئی چند رَوزہ امانت ہے۔

اچھا جب یہ سب مال و دولت، اللہ تعالیٰ کی عطا اور اُس کی دی ہوئی نعمت ہے تو انصاف کی بات تو یہ ہے کہ حصہ رسدی تمہارے پاس رہے، باقی سب اللہ کی مخلوق پر خرچ ہو۔ دیکھو دریا کا پانی نالی کے راستے سے تمہارے کھیت میں پہنچتا ہے۔ یہ نالی حصہ رسدی یا اِس سے کچھ زیادہ خود چُوس لیتی ہے باقی سارا پانی جُوں کا تُوں کھیتوں اور باغیچوں کو پہنچا دیتی ہے جو تشنہ لب ضرورت مند ہوتے ہیں۔ اِسی طرح تم بھی اگر دولت مند ہو تو ایک چشمہ ہو، ایک نہر ہو، اپنی پیاس بھر اپنے پاس رکھو باقی سب اللہ کی مخلوق پر صرف کردو جس کی زندگی کا چمن مُرجھا رہا ہے کیونکہ یہ مخلوق ''عیال اللہ'' ہے۔ مالک کی دی ہوئی نعمت اُس کے عیال پر صرف ہونی چاہیے ایمان کا تقاضا یہی ہے کھیت سُوکھ رہا ہو اور تم چشمہ کے دہانہ پر پتھر کی چٹان رکھ دو یہ ایمان کی بات نہیں ہے بلکہ بہت بڑا ظلم ہے اور پرلے درجے کی سنگدلی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ○

(سورۂ توبہ آیت :۳۴ . ۳۵)

''جو لوگ کنز کرتے ہیں (جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں) سونے اور چاندی کو اور راہِ خدا میں اُس کو خرچ نہیں کرتے۔ اُن کو سُنا دو خبر دردناک عذاب کی جس دن تاپا جائیگا اِس خزانے کو نارِ جہنم میں پھر اُس سے داغا جائے گا اُن کی پیشانیوں اور پہلوؤں کو اور کہا جائے گا یہ ہے وہ جس کو تم نے اپنے لیے جمع کر کے اور جوڑ کر رکھا تھا۔ پس چکھو اپنے جوڑے ہوئے کو''۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا :

لَیْسَ بِالْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ .(ترمذی شریف)

''وہ مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھرلے اور پڑوسی بھوکا رہے''۔

ایک دفعہ ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا :

اِفْشَآءُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلٰوۃُ وَالنَّاسُ نِیَامٌ .

''سلام کا رواج عام کرنا، کھانا کھلانا اور اُس وقت نماز پڑھنا کہ لوگ سو رہے ہوں (یعنی تہجد کی نماز پڑھنا)۔''

مگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اُس کا احسان ہے کہ اُس نے یہ حکم نہیں دیا کہ تمہارے جچے تلے خرچ سے جو فاضل بچے، وہ سب راہِ خدا میں خرچ کر دو۔ وجہ یہ ہے کہ جس خدائے ذوالجلال نے دینِ اسلام سے ہمیں نوازا، وہ صرف حاکم ہی نہیں ہے بلکہ وہ رب اور پروردگار بھی ہے۔ وہ ہماری فطرت اور اُس کی صلاحیتوں یا کمزوریوں سے واقف ہی نہیں ہے بلکہ وہ خالق اور صانع ہے جس نے اِنسان کو اِنسان بنایا۔ اُس کی فطرت خاص طرح کی رکھی اُس میں خاص خاص صلاحیتیں پیدا کیں۔ وہ خوب جانتا ہے کہ دولت کی محبت اِنسانی فطرت ہے۔ یہی سبب ہے کہ اِنسان ہر طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہے راحت و آرام قربان کر دیتا ہے اور اپنی تمام صلاحیتیں اور قابلیتیں کام میں لا کر دولت حاصل کرتا ہے۔

وہ یہ بھی جانتا ہے کہ بال بچوں کی محبت تقاضاءِ فطرت ہے۔ اِنسان اپنے آپ سے زیادہ اپنی اولاد کی رفاہیت اور خوشحالی چاہتا ہے۔ اُس کی تمنا ہوتی ہے کہ جتنی ترقی اُس نے کی ہے اُس سے بڑھ چڑھ کر اُس کی اَولاد ترقی کرے۔ اِس تمنا سے خود باپ کو کوئی فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے، البتہ ملک اور قوم کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ نوجوانوں کی ترقی ملک اور قوم کی ترقی ہوتی ہے اور اِس طرح پورے عالم کی ترقی کا راستہ کھلتا ہے۔ وہ خالق اَور رب جس طرح غریبوں اور ضرورت مندوں کا پروردگار ہے ایسے ہی وہ اَمیروں اور دولت مندوں کا بھی رب اور پروردگار ہے۔ جس طرح غریب اور کمزور اِنسان اُس کی عیال ہیں ایسے ہی دولت مند اور اُن کے اہل و عیال بھی اُس کی عیال ہیں۔

بیشک نہر، نالے اور چشمے تمام پانی تقسیم کر دیتے ہیں مگر اُن کے جگر قدرتی طور پر کھیت کی زمین سے زیادہ تر رہتے ہیں۔ جو درخت نالی کی ڈول، نہر کی پٹڑی یا چشمہ کے آس پاس ہوتے ہیں وہ زیادہ سرسبز و شاداب رہتے ہیں۔

اِسلام دینِ فطرت ہے وہ غیر فطری باتوں کو حرام اور ناجائز قرار دے کر ختم کرتا ہے۔ اُس نے صرف چالیسواں حصہ تو ایسا رکھا کہ وہ اُس دولت مند کا نہیں ہے بلکہ اللہ کا ہے۔ یہ حصہ اُس کی ضرورت مند عیال پر صرف ہونا چاہیے۔ اِس کو اگر تم اپنے تصرف میں لاتے ہو تو ضرورت مند فقیروں کا حصہ غصب کرتے ہو اِس

طرح اپنے تمام مال کو ناپاک کر لیتے ہو کیونکہ تمہاری پاک کمائی میں اگر غصب کا مال مل جائے تو ساری کمائی ناپاک ہو جاتی ہے۔

اِس چالیسویں حصے کے علاوہ باقی ۳۹ حصے تمہارے ہیں اِن کو اپنے پاس جمع بھی رکھ سکتے ہو، کاروبار کو ترقی دینے ، جائیداد اور املاک کو بڑھانے میں بھی صرف کر سکتے ہو، اپنی اولاد کے لیے اَنداز بھی کر سکتے ہو کہ وہ تمہارے پیچھے ضرورت مند محتاج نہ رہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا : تم اپنی اولاد کو دولت مند خوش حال چھوڑ و یہ اِس سے بہتر ہے کہ اُن کو فقیر چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

مگر یہ کبھی مت بھولو کہ اللہ تعالیٰ کا حق اُن اُنتالیس حصوں پر بھی قائم ہے۔ اگر جہادِ عام جیسا معاملہ پیش آئے یا قحط جیسی کوئی عام مصیبت افرادِ ملت کو گھیر لے یا آنے والی نسل کی تعلیم کا مسئلہ پیش ہو یا مثلاً کسی ایسی تیاری کا مسئلہ پیش ہو کہ مقابلے کے وقت آپ کی قوم دُوسری قوموں سے پیچھے نہ رہے۔ ایسے تمام موقعوں پر خود آپ کا اپنا فرض ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی اپنی دولت راہِ خدا میں صرف کرو کیونکہ اگر ایسا نہیں کرتے تو اپنی قوم اور ملک وملت کی تباہی مول لیتے ہو اَور خود اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ o (سورۂ بقرہ آیت ۱۹۵)

''اے ایمان والو! خرچ کرو اللہ کی راہ میں اَور نہ ڈالو اپنے آپ کو ہلاکت میں، اور نیکی کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔''

غزوۂ عسرت کا واقعہ مشہور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امداد کی اپیل فرمائی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تین سو اُونٹ ، دس ہزار دینار ، چار ہزار درہم پیش کیے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے یہاں جو کچھ تھا اُس کا آدھا لے آئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو یہ کمال کیا کہ جو کچھ تھا سب ہی لا کر بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔ یہ ہے قومی اور ملی احساس جو ہر مسلمان میں ہونا چاہیے جس کی بنا پر وہ خود آگے بڑھ کر اپنی دولت خرچ کرے۔ جتنے زیادہ ولولہ اور شوق سے دولت خرچ کرے گا اُتنا ہی زیادہ اَجر وثواب کا مستحق ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے :

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ.(سورۂ بقرہ ۲۶۱)

''وہ لوگ جو اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اُس خرچ کی مثال اُس دانہ کی ہے جس میں سات خوشے نمودار ہوئے ، ہر خوشے میں سو دانے اور اللہ جس کو چاہتا ہے بڑھاتا ہے۔''

بار ہا ایسا ہوتا ہے کہ ملکی ضرورتوں کے لیے حکومتیں پبلک سے قرض لیا کرتیں ہیں ۔ دینی اور ملی ضرورتوں کے لیے جو رقم صرف کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ ہمارے اُوپر قرض ہے ہم اُس کا انعام بہت بڑھا چڑھا کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً وَّاللّٰہُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ o (سورۂ بقرہ :آیت ۲۴۵)

''کون ہے جو اللہ کو اچھا قرضہ قرض دے کہ اللہ تعالیٰ اُسے بڑھا چڑھا کر کئی گنا کر دے اور اللہ ہی تنگی کرتا اور فراخی دیتا ہے اور تم سب اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

یعنی جو کچھ ہے اُسی کا ہے، تم خود بھی اُسی کے ہو۔ چند روزہ زندگی کے بعد اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے پھر دل تنگی اور بخل کیسا۔ اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرو۔

تعریف، حکم اور شرطیں

تعریف :

زکوٰۃ مال کے اُس خاص حصے کو کہتے ہیں جس کو خدا کے حکم کے موافق فقیروں، محتاجوں وغیرہ کو دے کر اُنہیں مالک بنا دیا جائے۔

حکم :

زکوۃ دینا فرض ہے۔ قرآن مجید کی آیتوں اور آنحضرت ﷺ کی حدیثوں سے اِس کی فرضیت

ثابت ہے جو شخص زکوٰۃ فرض ہونے سے اِنکار کرے وہ کافر ہے۔

شرطیں :

مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ ہونا، نصاب کا مالک ہونا، نصاب کا اپنی حاجتوں سے زیادہ اور قرض سے بچا ہوا ہونا اور مالک ہونے کے بعد نصاب پر ایک سال گزر جانا زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں ہیں۔

پس کافر، غلام، مجنوں اور نابالغ کے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ اِسی طرح جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو یا مال تو نصاب کے برابر ہے لیکن وہ قرض دار بھی ہے یا مال سال بھر تک باقی نہیں رہا تو اِن حالتوں میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

مال، زکوٰۃ اور نصاب

کس کس مال میں زکوٰۃ فرض ہے :

(۱) مالِ تجارت میں (۲) سونے اور چاندی میں (۳) سونے چاندی سے بنی ہوئی تمام چیزوں میں جیسے اَشرفی، روپے، زیور، برتن، گوٹہ، ٹھپہ، آرائشی سامان وغیرہ، اِن سب میں زکوٰۃ فرض ہے۔

سرکاری نوٹ :

سرکاری نوٹ رسید کی حیثیت رکھتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے کے نوٹ ہیں اُتنی رقم آپ کی سرکاری بنک میں جمع ہے۔ پس اگر یہ رقم بقدرِ نصاب ہے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

جواہرات :

سُچے موتی یا جواہرات پر زکوٰۃ فرض نہیں چاہے کتنی ہی مالیت کے ہوں البتہ اگر تجارت کے لیے ہوں تو زکوٰۃ فرض ہے۔

برتن اَور مکانات وغیرہ :

تانبے وغیرہ کے برتن، کپڑے، مکان، دُکان، کارخانہ، کتابیں، آرائشی سامان (جو سونے چاندی کا نہ ہو) دستکاریوں کے اَوزار، خواہ وہ کسی قیمت کے ہوں، خواہ اُن سے کرایہ آتا ہو، اُن پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اَلبتہ اگر اُن میں سے کوئی چیز بھی تجارت کی ہے تو اُس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

مالِ تجارت :

جو مال بیچنے اور نفع کمانے کے لیے ہو وہ مالِ تجارت ہے خواہ کسی قسم کا مال ہو یہاں تک کہ اینٹیں پتھر، مٹی کے برتن، گھاس پھونس، اگر اُن کی تجارت کی جاتی ہے تو اُن پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

نصاب کسے کہتے ہیں :

جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے اُن کی شریعت نے خاص خاص مقدار مقرر کر دی ہے جب اُتنی مقدار کسی کے پاس پوری ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ پس نصاب مال کی اُس خاص مقدار کو کہتے ہیں جس پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی ہے۔

چاندی کا نصاب اور اُس کی زکوٰۃ :

چاندی کا نصاب باون تولہ چھ ماشہ ہے [1] اور انگریزی روپیہ کے وزن سے جو ساڑھے گیارہ ماشے کا ہوتا ہے ۵۴ تولہ ۲ ماشہ اور جبکہ زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ (۱/۴۰) دینا فرض ہوتا ہے تو ۵۴ تولہ ۲ ماشہ کی زکوٰۃ ایک تولہ چار ماشہ دورَتی چاندی ہوگی۔

سونے کا نصاب اور اُس کی زکوٰۃ :

سونے کا نصاب سات تولے چھ ماشے سونا ہوتا ہے۔ اِس کی زکوٰۃ دو ماشے دورَتی سونا ہوئی۔

تجارتی مال کا نصاب :

سونے چاندی سے تجارتی مال کی قیمت لگاؤ پھر اگر اُس کی مالیت نصاب کے برابر یا اُس سے زائد ہو تو چاندی یا سونے کا نصاب قائم کر کے اُس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرو۔

اصل کے بجائے قیمت :

(۱) اصل فرض تو یہ ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اُسی کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دو۔ مثلاً اگر غلہ کی تجارت ہے تو تجارتی غلہ کا جس قدر اسٹاک ہے اُس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دے دو۔ باقی یہ

---

[1] وزن کے لحاظ سے ۱۰ درہم ۷ مثقال کے ہوتے ہیں۔ دوسو درہم ۱۴۰ مثقال کے۔ ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے تو ایک سو چالیس مثقال کا وزن چھ سو تیس ماشہ ہوگا جس کے ساڑھے باون تولے ہوتے ہیں۔

بھی جائز ہے اور ضرورت مندوں کی سہولت اگر اسی میں ہے تو یہی بہتر ہے کہ اِس کی قیمت دے دو۔

(۲) اِسی طرح اگر تمہارے پاس چاندی کے زیور یا برتن ہیں جن کا وزن مثلاً سو تولہ ہے تو فرض تو یہ ہے کہ ڈھائی تولہ چاندی دے دو لیکن اگر ڈھائی تولہ چاندی کی قیمت کا کپڑا یا غلہ خرید کر دیدو وہ بھی جائز ہے۔

(۳) اس موقع پر آنحضرت ﷺ کا یہ اِرشاد یاد رکھو کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہتر اور افضل وہ ہے جو ضرورت مند کی ضرورت کے مطابق ہو اور جس میں اُس کا نفع زیادہ ہو۔ مثلاً جو بھوکا ہے اُس کو غلہ دو، ننگے کو کپڑا دو۔ اگر بھوکے ننگے کو کسی تاجر نے کتابیں دے دیں تو اُس کی زکوٰۃ تو ادا ہو جائے گی مگر ضرورت مند کی ضرورت پوری نہ ہوگی وہ اپنی ضرورت پوری کرنا چاہے گا تو اِن کتابوں کو آدھی تہائی قیمت پر بیچے گا، اِس سے اُس کا نقصان ہوگا۔

(۴) یہ بھی یاد رکھو کہ چاندی کی زکوٰۃ اگر چاندی سے ادا کی جائے گی تو قیمت کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ وزن کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً کسی کے پاس خالص چاندی کے سو روپے ہیں۔ سال گزرنے کے بعد اُسے ڈھائی تولہ چاندی دینی چاہیے۔ اب اُسے اختیار ہے کہ وہ خالص چاندی کے دو روپے اور ایک خالص چاندی کی اَٹھنی دے دے یا چاندی کا ٹکڑا ڈھائی تولہ کا دے دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ لیکن اگر چاندی کا ٹکڑا ڈھائی تولہ کا قیمت میں دو روپے کا ہو تو دو روپے دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور اگر ڈھائی تولہ خالص چاندی تین روپے کی ہو تو زکوٰۃ میں تین روپے دینے ہوں گے۔ ہاں اگر روپے بھی خالص چاندی کے ہوں تو ڈھائی روپے یعنی دو روپے خالص چاندی کے اور ایک اَٹھنی خالص چاندی کی زکوٰۃ میں دی جائے گی۔

اُدھورے نصاب :

(۱) کسی کے پاس تھوڑی سی چاندی ہے اور تھوڑا سا سونا، دونوں میں سے نصاب کسی کا پورا نہیں ہے تو اِس صورت میں سونے کی قیمت چاندی سے یا چاندی کی قیمت سونے سے لگا کر دیکھو کہ دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر کسی کا نصاب پورا ہو جائے تو اُسی کی زکوٰۃ دو [۲] اور دونوں میں سے

---

[۲] مثلاً چالیس تولے چاندی ہے اور دو ماشہ سونا جس کی قیمت دس تولہ چاندی ہوتی ہے۔ اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی کیونکہ دونوں کی مجموعی قیمت پچاس تولہ چاندی ہوتی ہے جو نصاب سے کم ہے۔ ہاں اگر چالیس تولہ چاندی کے ساتھ تین ماشہ سونا ہو جس کی قیمت پندرہ تولہ چاندی ہو تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی (بقیہ حاشیہ اَگلے صفحہ پر)

کسی کا نصاب پورا نہ ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔

(٢) اگر کسی کے پاس صرف تین چار تولہ سونا ہے۔ اُس کی قیمت چاندی کے نصاب کے برابر یا اُس سے زیادہ ہے لیکن چاندی یا چاندی کی کوئی بھی چیز اُس کے پاس نہیں ہے تو اِس صورت میں اُس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

(٣) کسی کے پاس کچھ تجارتی مال ہے جو نصاب کے برابر نہیں ہے لیکن اِس کے علاوہ کچھ سونا یا چاندی بھی اُس کے پاس ہے تو اگر سب کے ملانے سے نصاب پورا ہو جاتا ہے تو اِس مجموعہ پر زکوٰۃ واجب ہو گی ورنہ نہیں۔

زکوٰۃ کب اَدا کی جائے :

(١) جب بقدرِ نصاب مال پر جو تمہاری مِلک میں آیا ہے چاند کے حساب سے سال پورا ہو جائے تو زکوٰۃ اَدا کر دو، دیر لگانا اچھا نہیں ہے۔

(٢) ہاں اگر بقدرِ نصاب مال کے مالک ہونے کے بعد اگر سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ اَدا کر دو تو یہ بھی جائز ہے۔

نیت :

جب زکوٰۃ کی رقم کسی کو دو یا کم اَز کم زکوٰۃ کی رقم علیحدہ کر کے رکھو، اُس وقت یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ یہ مال میں زکوٰۃ میں دیتا ہوں یا زکوٰۃ کے لیے علیحدہ کرتا ہوں۔ اگر زکوٰۃ کا خیال نہیں تھا اور کسی کو روپیہ دے دیا، دینے کے بعد اُس کو زکوٰۃ کے حساب میں لگا لیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اِسی طرح کسی کو قرض دیا تھا اَب اُس کو زکوٰۃ کے حساب میں لگا کر معاف کرنا چاہتے ہو تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اگر اداءِ قرض میں اُس کی امداد کرنی ہے تو اِس کی صورت یہ ہے کہ اُتنی رقم اُس کو زکوٰۃ کی نیت سے دے دو پھر اُس سے اپنے قرض میں یہ رقم وصول کر لو۔

(بقیہ حاشیہ) کیونکہ چاندی کا نصاب ٥٢ تولے ٦ ماشے ہے جو پورا ہو گیا یا مثلاً چھ تولہ سونا اور سو تولہ چاندی ہے جس کی قیمت ایک تولہ اور چھ ماشہ سونا ہوتی ہے تو سونے کا نصاب سات تولہ چھ ماشہ پورا ہو گیا۔ اُس میں اختیار ہے کہ سونے کا چالیسواں حصہ یا اُس کی قیمت دو، یا چھ تولہ سونے کی بھی چاندی سے قیمت لگا لو اور جو مجموعی رقم چاندی کی ہوتی ہے اُس کا چالیسواں حصہ دے دو۔

کیا بتانا ضروری ہے؟ :

جس کو زکوة دی جائے اُس کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوة کی رقم ہے بلکہ اگر زکوة کی نیت کرکے کسی غریب کو اِنعام کے طور پر یا کسی مفلس کے بچوں کو عیدی کے نام سے رقم دے دی جائے تب بھی زکوة اَدا ہو جائے گی۔

پوری یا تھوڑی زکوة کب ساقط ہو جاتی ہے :

(۱) سال گزرنے کے بعد ابھی زکوة نہیں دی تھی کہ سارا مال ضائع ہو گیا یا سارا مال راہِ خدا میں صرف کردیا تو اُس کی زکوة بھی ساقط ہو گئی۔

(۲) لیکن اگر سارا مال ضائع نہیں ہوا، تھوڑا مال ضائع ہوا یا تھوڑا مال خیرات کیا، باقی ہے تو جس قدر مال ضائع ہوا یا خیرات کیا اُس کی زکوة ساقط ہو گئی، باقی مال کی زکوة ادا کرے۔

مصارفِ زکوة

تشریح : مصارف جمع مصرف کی ہے۔ جس شخص کو زکوة دینے کی اجازت ہے اُسے مصرفِ زکوة کہتے ہیں۔ مصارف زکوة سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو زکوة دینا جائز ہے۔

مصارفِ زکوة کون کون ہیں؟ :

(۱) فقیر یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ تھوڑا سا مال واَسباب ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں۔

(۲) مسکین یعنی جس شخص کے پاس کچھ بھی نہیں۔

(۳) قرض دار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اُس کے پاس قرض سے بچا ہوا بقدرِ نصاب کوئی مال نہ ہو۔

(۴) مسافر جو حالتِ سفر میں تنگ دست رہ گیا ہو اُسے بقدرِ حاجت زکوة دے دینا جائز ہے۔

کن لوگوں کو زکوة دینا جائز نہیں :

(۱) مالدار کو یعنی اُس شخص کو زکوة دینا جائز نہیں ہے جس پر خود زکوة فرض ہے یا اُس کے پاس نصاب کے برابر قیمت کا کوئی اور مال موجود ہے اور اُس کی حاجتِ اصلیہ سے فاضل ہے جیسے کسی کے پاس

تانبے کے برتن روزمرہ کی ضرورت سے زائد رکھے ہوئے ہیں اور اُن کی قیمت بقدرِ نصاب ہے۔ اُس پر اگرچہ اِن برتنوں کی زکٰوۃ دینی واجب نہیں ہے مگر اُس کو زکٰوۃ کا مال لینا بھی حلال نہیں ہے۔

(۲) سیّد اور بنی ہاشم کو زکٰوۃ دینی جائز نہیں ہے۔ اُن کی اگر خدمت کرنی ہے تو زکٰوۃ کے علاوہ کوئی اور رقم بطورِ ہدیہ پیش کیجئے۔ آنحضرت ﷺ سے اُن کو جو خاندانی نسبت ہے اُس کے احترام کا یہی تقاضا ہے۔

تشریح : بنی ہاشم سے حضرت حارث بن عبدالمطلب، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت عباس اور حضرت علی کی اولاد مراد ہے۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

(۳) اپنے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہ جو اُن سے اُوپر کے ہوں۔

(۴) بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی وغیرہ جو اُن سے نیچے ہوں۔

(۵) خاوند اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے خاوند کو بھی زکٰوۃ نہیں دے سکتی۔

(۶) غیر مسلم۔

(۷) مالدار آدمی کی نابالغ اَولاد۔

اِن تمام لوگوں کو زکٰوۃ دینی جائز نہیں ہے۔

کن کاموں میں زکٰوۃ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں ہے :

جن کاموں میں کسی مستحق کو مالک نہ بنایا جائے، اُن میں مال زکٰوۃ خرچ کرنا جائز نہیں ہے جیسے میت کے گور وکفن میں لگا دینا یا میت کا قرض اَدا کرنا یا مسجد کی تعمیر یا مدرسہ کی تعمیر، مسجد یا مدرسہ کا فرش، لوٹوں یا پانی یا چٹائی وغیرہ یا کتب خانہ کے لیے خرید کتب پر زکٰوۃ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں۔

طلبہ علوم :

ہاں ضرورت مند طالب علموں کو زکٰوۃ کا مال دینا جائز ہے اَور مدرسوں کے مہتمم صاحبان کو اِس غرض سے کہ وہ طالب علموں پر خرچ کریں، زکٰوۃ دینے میں مضائقہ نہیں ہے۔

زکٰوۃ کن کو دینا اَفضل ہے :

اوّل اپنے ایسے رشتہ داروں کو جن کا نفقہ خرچہ آپ کے ذمہ نہیں ہے جیسے بھائی، بہن، بھتیجے، بھتیجیاں،

چچا، پھوپی، خالہ، ماموں، ساس، سُسر، داماد وغیرہ میں سے جو حاجت منداور مستحق ہوں، اُنہیں دینے میں بہت زیادہ ثواب ہے۔ اِن کے بعد اپنے پڑوسیوں یا اپنے شہر کے لوگوں میں سے جو زیادہ حاجت مند ہو اُسے دینا اَفضل ہے۔ پھر جس کے دینے میں دین کا زیادہ نفع ہو جیسے علم دین کے طالبِ علم۔

اداءِ زکوٰۃ کا طریقہ :

(۱) جس قدر زکوٰۃ واجب ہوئی ہے وہ مستحق لوگوں کو خاص خدا کے واسطے زکوٰۃ کی نیت سے دے دو اور اُسے مالک بنا دو۔

(۲) مالِ زکوٰۃ سے فقیروں کے لیے کوئی چیز خرید کر اُن کو تقسیم کر دو تو یہ بھی جائز ہے۔

(۳) کسی شخص کو اپنی طرف سے وکیل بنا کر زکوٰۃ کی رقم دے دو تاکہ وہ مستحق لوگوں پر خرچ کر دے یہ بھی جائز ہے۔ مگر کسی خدمت یا کسی کام کی اُجرت میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ عامل زکوٰۃ یعنی جو شخص زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہوتا ہے، قرآن شریف میں اُس کو بھی مستحق لوگوں میں شمار کرایا ہے لہٰذا اُس کی تنخواہ مال زکوٰۃ میں سے ادا کرنی جائز ہے۔

مالک مکان کب زکوٰۃ لے سکتا ہے، کب نہیں لے سکتا :

کسی شخص کے پاس ہزار دو ہزار روپیہ کا مکان ہے جس میں وہ رہتا ہے یا اُس کے کرایہ سے اپنی گزر کرتا ہے۔ اُس کے علاوہ اُس کے پاس کوئی مال نہیں بلکہ تنگ دست ہے، اُس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے کیونکہ یہ مکان اُس کی حاجتِ اصلیہ میں داخل ہے۔ البتہ جب حاجتِ اصلیہ سے کوئی مال زائد ہو اور وہ بقدرِ نصاب ہو تو اُسے زکوٰۃ لینی جائز نہیں۔

اَداءِ زکوٰۃ میں غلطی :

اگر کسی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سیّد تھا یا مالدار تھا یا اپنے ماں باپ یا اَولاد میں سے تھا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی پھر سے زکوٰۃ دینی واجب نہیں ہے۔

رمضان المبارک کی عظیم الشان فضیلتیں اَور برکتیں

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب، راولپنڈی ﴾

آنحضرت ﷺ کا رمضان المبارک سے متعلق اہم خطبہ :

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شعبان کے مہینہ کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا۔ اِس میں آپ نے فرمایا ''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے اِس مبارک مہینے میں ایک رات (شبِ قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اِس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اِس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہونے (یعنی تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اِس مہینے میں اللہ کی رضا اور اُس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اُس کو دُوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اُس کا ثواب ملے گا اور اِس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دُوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اَور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے جس نے اِس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا تو یہ اُس کے لیے گناہوں کی مغفرت اَور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اُس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اِس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ''یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا تو (کیا غریب لوگ اِس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟)'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اُس شخص کو بھی دے گا جو ایک کھجور یا دُودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک

گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔

(اِس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اِس مبارک مہینہ کا پہلا حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے۔ (اِس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اور جو آدمی اِس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں ہلکا پن اور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمادے گا اور اُس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔ اور اِس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم اِن کے ذریعہ سے اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو، اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو وہ کلمہ طیبہ اور اِستغفار کی کثرت ہے، اور دُوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔ اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پانی سے سیراب کرے اُس کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوضِ (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اُس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ (ابن خزیمہ، بیہقی، ترغیب و ترہیب)

فائدہ : نبی کریم ﷺ کا اِتنا اہتمام کہ شعبان کی آخری تاریخ میں خاص طور سے اِس کا وعظ فرمایا اور لوگوں کو تنبیہ فرمائی تاکہ رمضان المبارک کا ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گزر جائے، پھر اِس وعظ میں تمام مہینے کی فضیلت بیان فرمانے کے بعد چند اہم چیزوں کی طرف خاص طور پر متوجہ فرمایا، سب سے پہلے ''شب قدر'' کہ وہ حقیقت میں بہت اہم رات ہے، اِس کے بعد اِرشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کے روزہ کو فرض کیا اور اِس کے قیام یعنی تراویح کو سنت کیا۔

☆ اِس خطبہ میں فرمایا کہ اِس مبارک مہینہ میں جو شخص کسی قسم کی نفلی عبادت کرے گا اُس کا ثواب دُوسرے زمانہ کی فرض نیکی کے برابر ملے گا اور فرض نیکی کرنے والے کو دُوسرے زمانہ کے ستر فرض ادا کرنے کا ثواب ملے گا، یوں سمجھ لو کہ ''شب قدر'' کی خصوصیت تو رمضان المبارک کی ایک مخصوص رات کی خصوصیت ہے لیکن نیکی کا ثواب ستر گنا ملنا یہ رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات کی برکت اور فضیلت ہے۔

☆ اِس خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''یہ صبر اور غمخواری کا مہینہ ہے'' اور یہ بھی فرمایا

کہ ''جو آدمی اِس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں ہلکا پن اور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمادے گا اور اُس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا''۔ دینی زبان میں صبر کے اصل معنی ہیں اللہ کی رضا کے لیے اپنے نفس کی خواہشوں کو دبانا اور تلخیوں اور ناگواریوں کو جھیلنا۔ظاہر ہے کہ روزے کا اوّل و آخر ایسا ہی ہے نیز روزہ رکھ کر ہر روزہ دار کو تجربہ ہوتا ہے کہ فاقہ کیسی تکلیف کی چیز ہے اِس سے اُس کے اندر غربا اور مساکین کی ہمدردی اور غمخواری کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔ایک روایت میں ہے کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا تھا تو نبی علیہ السلام قیدیوں کو رہائی دے دیتے تھے اور ضرورت مند سائل کو محروم نہیں کیا کرتے تھے (بیہقی فی شعب الایمان) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں جب جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ بہت زیادہ سخی اور فیاض ہوتے تھے اور جبرئیل امین علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے اور وہ حضور ﷺ سے قرآن پاک کا دَور کرتے تھے، یقیناً رسول اللہ ﷺ سے جب جبرئیل امین علیہ السلام ملاقات کرتے تھے تو آپ ﷺ بھلائی اور خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ فیاضی و سخاوت فرماتے تھے (بخاری، مسلم، نسائی)۔

لہٰذا اپنے محلے میں، دوستوں اور عزیز و اَقارب میں جو بیمار نادار اور غریب ہوں اپنی وسعت کے مطابق اُن کی مدد کرنی چاہیے۔بعض روزہ دار روزہ کی حالت میں بڑی بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں، ذرا ذرا سی بات پر بیوی سے لڑنا، بچوں کو پیٹنا، ملازمین کو ڈانٹنا غرضیکہ اُن کا روزہ رکھنا دُوسروں کے لیے ایک آفتِ ناگہانی بن جاتا ہے، یہ بڑی معیوب بات ہے ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔بعض لوگ لڑتے جھگڑتے تو نہیں لیکن گرمی اَور بھوک و پیاس ہی کا گلہ شکوہ کرتے رہتے ہیں، جب اُن سے ملو اُن کے پاس یہی قصہ ملتا ہے اور بعض لوگ کچھ زیادہ ہی ہائے ہوئی کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں، یہ سب بے صبری کی باتیں ہیں، صبر کا مہینہ بتلانے کا منشاء یہی ہے کہ حتی الامکان صبر و ضبط سے کام لیا جائے۔

☆ اِس خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ ''اِس بابرکت مہینے میں ایمان والوں کے رزقِ حلال میں اضافہ کیا جاتا ہے، اِس کا تجربہ تو ہر ایمان والے روزہ دار کو ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں جتنا اچھا اور جتنی فراغت سے کھانے پینے کو ملتا ہے باقی گیارہ مہینوں میں اِتنا نصیب نہیں ہوتا، یہ سب اللہ ہی کے حکم اور فیصلے سے آتا ہے بعض لوگ خوب حرام کما کر اِس کو رمضان کی برکت سمجھتے ہیں، یہ سراسر جہالت ہے۔بعض روایات میں اِس

مہینہ میں نان ونفقہ میں وسعت وفراخی کرنے کا حکم آیا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے جَآءَ کُمْ شَھْرُ رَمَضَانَ الْمُبَارَکِ فَقَدِّمُوْا فِیْهِ النِّیَّةَ وَوَسِّعُوْا فِیهِ النَّفْقَةَ ۔ (کنزالعمال ج۸ ص۴۶۶) رمضان کا مبارک مہینہ آچکا ہے (تم اِس کے لیے نیت پہلے ہی سے دُرست کرلو اور اِس مہینہ میں (اپنے اور اپنے اہل وعیال کے جائز اَخراجات اور) نان ونفقہ میں فراخی کرو۔ ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں : اِنْبَسِطُوْا فِی النَّفْقَةِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ فَاِنَّ النَّفْقَةَ فِیْهِ کَالنَّفْقَةِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۔ (جامع صغیر للسیوطی) رمضان کے مہینے میں نان ونفقہ کے متعلق وسعت سے کام لو اِس لیے کہ اِس میں جائز نان ونفقہ وخرچہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا۔

☆ اِس خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ '' روزہ افطار کرانا گناہوں کی مغفرت اور دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہے نیز روزہ کھلوانے سے جس کا روزہ کھلوایا ہے اُس کے روزہ کے برابر روزہ کھلوانے والے کو ثواب ملتا ہے اور پیٹ بھر کر کھانا کھلانا حوضِ کوثر سے جامِ کوثر نصیب ہونے اور جنت ملنے کا ذریعہ ہے۔''

☆ اِس خطبہ میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ '' رمضان المبارک کا اِبتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے''۔ بعض دُوسری روایات میں بھی یہ مضمون مختلف الفاظ کے ساتھ آیا ہے، ایک روایت میں ہے : اَوَّلُ شَھْرِ رَمَضَانَ رَحْمَةٌ وَوَسْطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ ۔ (کنز العمال ج۸ ص۴۶۳) '' رمضان کا اوّل حصہ رحمت ہے اَور اُس کا درمیانی حصہ مغفرت ہے اَور اُس کا آخری حصہ دوزخ سے آزادی ہے''۔

اِس کی راجح اور دل کو لگنے والی تشریح یہ ہے کہ رمضان شریف کی برکتوں سے فائدہ اُٹھانے والے بندے تین طرح کے ہوسکتے ہیں۔ ایک وہ متقی پرہیز گار لوگ جو ہمیشہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں اور جب کبھی اِن سے کوئی خطا اور لغزش ہو جاتی ہے تو اُسی وقت توبہ و اِستغفار سے اُس کی صفائی اور تلافی کرلیتے ہیں تو ایسے خاصانِ خدا پر تو شروع مہینے ہی سے بلکہ اِس کی پہلی رات ہی سے اللہ کی رحمتوں کی بارش ہونے لگتی ہے اور وہ مور دِ رحمت بن جاتے ہیں۔ دُوسرے وہ لوگ جو ایسے متقی اور پرہیز گار تو نہیں ہیں لیکن اِس لحاظ سے بالکل گئے گزرے بھی نہیں ہیں تو ایسے لوگ جب رمضان کے اِبتدائی حصے میں روزوں اور دُوسرے اعمالِ خیر اور توبہ واِستغفار کے ذریعے اپنے حال کو بہتر اور اپنے کو رحمت ومغفرت کے لائق بنالیتے ہیں تو

درمیانی حصہ میں اِن کی بھی مغفرت اور معافی کا فیصلہ سنا دیا جاتا ہے۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسوں پر بہت ظلم کر چکے ہیں اور اُن کا حال بڑا اَبتر رہا ہے اور اپنی بداعمالیوں سے گویا وہ دوزخ کے پورے پورے مستحق ہو چکے ہیں، وہ بھی جب رمضان کے پہلے اور درمیانی حصے میں عام مسلمانوں کے ساتھ روزے رکھ کر اَور توبہ واِستغفار کرکے اپنی سیہ کاریوں کی کچھ صفائی اور تلافی کر لیتے ہیں تو اَخیر عشرہ میں جو دریائے رحمت کے جوش کا عشرہ ہے اللہ تعالیٰ دوزخ سے اِن کی بھی نجات اور رہائی کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔

اِس تشریح کی بناء پر رمضان المبارک کا ابتدائی حصہ ''رحمت'' درمیانی حصہ ''مغفرت'' اور آخری حصہ ''جہنم سے آزادی'' کا تعلق ترتیب وار اُمتِ مسلمہ کے اِن مذکورہ بالا تین طبقوں سے ہوگا۔ اس ماہ کا ہر عشرہ خاص اہمیت کا حامل ہے چنانچہ پہلا عشرہ سراسر رحمت ہے، دُوسرا عشرہ دن ورات مغفرت کا عشرہ ہے اور آخری عشرہ دوزخ سے آزادی کے لیے ہے، اِس لیے اِس ماہ کی دل وجان سے قدر کریں اور مذکورہ تمام فضائل حاصل کرنے کی فکر کریں ورنہ گیا وقت ہاتھ نہیں آتا، جو کچھ حاصل کرنا ہے جلدی کر لیں ورنہ آخرت میں پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا۔

☆ رسول کریم ﷺ نے اِس خطبہ میں رمضان المبارک میں چار کاموں کے کرنے کی بڑی اہمیت کے ساتھ تاکید فرمائی ہے جو اِس مبارک مہینہ کے دستور العمل کی حیثیت رکھتے ہیں، اِس لیے اِن کا اہتمام بہت ضروری اور لازمی ہے، وہ چار کام یہ ہیں :

(۱) لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وِرد رکھنا

(۲) اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت مانگتے رہنا

(۳) جنت کا سوال کرنا

(۴) دوزخ سے پناہ مانگنا

پہلی چیز یعنی ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وِرد'' یہ بہت ہی مبارک کلمہ ہے۔ ایک حدیث میں اِس کو تمام اَذکار سے افضل بتلایا گیا ہے اور دُوسری احادیث میں اِس کے اور بھی بڑے بڑے فضائل آئے ہیں۔ اِس کی فضیلت سمجھنے کے لیے اِتنا کافی ہے کہ نوے (۹۰) برس کا کافر ومشرک بھی اگر سچے دل سے ایک بار یہ کلمہ پڑھ لے تو وہ اُسی لمحہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ گناہوں

سے پاک ہوتا ہے، یہ خدائے پاک کی بڑی رحمت ہے جو اُس نے اپنے بندوں پر بہت ہی عام فرما رکھی ہے اور اِس کے پڑھنے کی عام اجازت دے رکھی ہے۔ جب کافر و مشرک تمام گناہوں سے پاک ہو سکتا ہے تو مومن کو کیوں نفع نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا اور بے اِنتہا ہوگا۔ ایک حدیث میں اُمتیوں کو اِس کلمے کے ذریعے بار بار تجدیدِ ایمان کرتے رہنے کی تلقین کی گئی ہے اِس لیے چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے کثرت سے اِس کا ورد رکھیں۔ ایک روایت میں ہے: " ذَاکِرُاللّٰہِ فِیْ رَمَضَانَ مَغْفُوْرٌ لَّہٗ وَسَائِلُ اللّٰہِ فِیْہِ لَا یَخِیْبُ " (بیہقی، کنز العمال ج۸ ص ۴۶۴) "رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کی مغفرت کی جاتی ہے اور اللہ سے سوال کرنے والا محروم نہیں ہوتا۔" حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ رمضان کے مہینے میں ایک تسبیح رمضان کے علاوہ ہزار تسبیح سے افضل ہے۔ (ترمذی)

دُوسری چیز "اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت مانگنا" ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کونسا بندہ ایسا ہے جس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے: "کُلُّکُمْ خَطَّاؤُوْنَ وَ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ " (ترمذی، ابن ماجہ) یعنی تم سب خطا وار ہو اور اچھے خطا وار وہ ہیں جو توبہ و اِستغفار کرتے ہیں۔ اس لیے توبہ و اِستغفار کا معمول رکھا جائے، آسان استغفار یہ ہے اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ میں اللہ جل شانہٗ سے جو میرا پرودگار ہے ہر ہر گناہ سے معافی مانگتا ہوں اور اُس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ اور صرف اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ ، اَسْتَغْفِرُاللّٰہ پڑھنا بھی اِستغفار ہے اور کافی ہے۔

تیسری چیز "جنت کا سوال" اور چوتھی چیز "دوزخ سے پناہ" ہے۔ اِن دونوں باتوں کے بارے میں رحمتِ عالم ﷺ نے جو فرمایا وہ بالکل بجا ہے، واقعتاً یہ دونوں ایسی اہم ترین چیزیں ہیں کہ اِن کو مانگے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے اور کوئی شخص اِن سے بے نیاز نہیں، جب دُنیا کی گرمی سردی کی سہار نہیں تو دوزخ کیسے برداشت ہوگی اور جنت میں جائے بغیر کیسے سکون ملے گا؟ اِس لیے موقع بموقع دل کی گہرائی سے جنت کا سوال کریں اور دوزخ سے پناہ مانگیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور دوزخ کے عذاب سے بچائے۔ آمین۔

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

✿ ✿ ✿

شہادت کی سات قسمیں ہیں :

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِیْکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلشَّھَادَۃُ سَبْعٌ سِوَی الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ، اَلْمَطْعُوْنُ شَھِیْدٌ ،وَالْغَرِیْقُ شَھِیْدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَھِیْدٌ، وَالْمَبْطُوْنُ شَھِیْدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرِیْقِ شَھِیْدٌ، وَالَّذِیْ یَمُوْتُ تَحْتَ الْھَدْمِ شَھِیْدٌ، وَالْمَرْأَۃُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَھِیْدٌ.

(موطأ امام مالك، ابو داوٗد، نسائی بحواله مشكوة ص ۱۳۶)

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : اُس شہادت کے علاوہ جو اللہ کی راہ میں ہو، شہادت کی اور سات قسمیں ہیں : (۱) جو شخص طاعون میں مرجائے وہ شہید ہے (۲) جو شخص ڈوب کر مرجائے وہ شہید ہے (۳) جو شخص ذات الجنب (نمونیہ) میں مرجائے وہ شہید ہے (۴) جو شخص پیٹ کی بیماری میں مرجائے وہ شہید ہے (۵) جو شخص جل کر مرجائے وہ شہید ہے (۶) جو شخص دیوار وغیرہ کے نیچے دَب کر مرجائے وہ شہید ہے (۷) وہ عورت جو وِلادت کے موقع پر مرجائے وہ شہید ہے۔

مغرب اور فجر کے بعد کسی سے بات چیت کیے بغیر پڑھنے کی ایک دُعا :

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہٗ اَسَرَّ اِلَیْہِ فَقَالَ اِذَا انْصَرَفْتَ مِنَ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ فَقُلْ قَبْلَ اَنْ تُکَلِّمَ اَحَدًا اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَاِنَّکَ اِذَا قُلْتَ ذَالِکَ ثُمَّ مُتَّ فِیْ لَیْلَتِکَ کُتِبَ لَکَ جَوَازٌ مِنْھَا وَاِذَا صَلَّیْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ کَذَالِکَ فَاِنَّکَ اِذَا مُتَّ

فِیْ یَوْمِکَ کُتِبَ لَکَ جَوَازٌ مِنْھَا.

(ابو داوٗد شریف بحوالہ مشکٰوۃ ص ۲۱۰)

حضرت حارث بن مسلم تمیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ رسول اکرم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے اُن (مسلم تمیمی) سے چپکے سے فرمایا : جب تم مغرب کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کسی سے بات چیت کیے بغیر سات مرتبہ یہ پڑھ لیا کرو اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارْ اگر تم نے یہ دُعا پڑھ لی پھر اِس رات میں تمہارا انتقال ہو گیا تو تمہارے لیے جہنم سے نجات لکھ دی جائے گی اِسی طرح جب تم فجر کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کسی سے بات چیت کیے بغیر سات مرتبہ یہ دُعا پڑھ لیا کرو پھر اگر دِن میں تمہارا انتقال ہو گیا تو تمہارے لیے جہنم سے نجات لکھ دی جائے گی۔

شبِ براءت کی مسنون دُعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو میں نے شبِ براءت سجدہ میں یہ دُعا کرتے سُنا :

اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِرَضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْکَ جَلَّ وَجْھُکَ لَآاُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ .

اے اللہ! میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کے عفو وکرم کے صدقے آپ کی سزا سے اور میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کی رضا کے صدقے آپ کی ناراضگی سے اور میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کے صدقے آپ کی پکڑ سے ، آپ کی ذات بزرگی والی ہے ، میں آپ کی تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا ، آپ تو ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

صبح کو میں نے آپ سے اِن دُعاؤں کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ ان دُعاؤں کو یاد کر لو اور دوسروں کو بھی اِن کی تعلیم دو کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ دُعائیں سکھائیں اور کہا کہ سجدہ میں یہ مکرر سہ کرر پڑھی جائیں'' ۔ (ما ثبت بالسنۃ ص ۱۷۳)

﴿ دینی مسائل ﴾

عورت کو تفویضِ طلاق :

اِقرار نامہ لکھوانا جس میں طلاق کا اختیار عورت کے ہاتھ میں دے دیا گیا ہو اَور بوقتِ ضرورت اُس سے کام لینا شرعًا جائز ہے اور اِس اختیار دے دینے کو تفویضِ طلاق کہتے ہیں۔

مسئلہ : اِس کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں جو تینوں جائز ہیں :

1۔ چاہے نکاح سے پیشتر لکھوالیا جائے۔

2۔ چاہے عین عقد کے وقت زبان سے کہلوالیا جائے۔

3۔ چاہے عقدِ نکاح کے بعد کہلوالیا جائے یا لکھوالیا جائے۔

پہلی صورت :

یہ کہ اقرار نامہ نکاح سے پہلے لکھوالیا جائے۔ اِس کے معتبر اور مفید ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اِس میں نکاح کی طرف نسبت موجود ہو۔ مثلاً یہ لکھا جائے کہ اگر میں فلاں بنتِ فلاں کے ساتھ نکاح کروں اور پھر اِقرار نامہ میں مندرج شرائط میں سے کسی شرط کے خلاف کروں تو مسماۃ مذکور کو اِختیار ہوگا کہ وہ اُسی وقت یا پھر کسی وقت چاہے تو اپنے اُوپر ایک طلاق بائن ڈال کر اِس نکاح سے الگ ہو جائے۔

مسئلہ : اگر اِس میں نکاح کی طرف نسبت کو ذکر نہیں کیا گیا تو یہ اِقرار نامہ محض بیکار ہوگا۔

دُوسری صورت :

یہ کہ عین ایجاب وقبول ہی میں زبانی شرائط مذکور ہوں۔ اِس کے صحیح ومعتبر ہونے کی شرط یہ ہے کہ ایجاب عورت کی جانب سے ہو یعنی پہلے خود عورت کا ولی یا وکیل عقدِ نکاح کے وقت یوں کہے کہ میں نے مسماۃ فلاں بنتِ فلاں کو تمہارے نکاح میں اِس شرط پر دے دیا کہ اگر تم نے یہ کام کیا یا وہ کام کیا (جتنی شرطیں لگانا مقصود ہو سب کو ذکر کردیا جائے) تو اپنے معاملہ کا اختیار مسماۃ موصوفہ کے ہاتھ میں ہوگا کہ اُسی وقت یا پھر کسی وقت چاہے تو اپنے آپ کو ایک بائن طلاق دے کر اِس نکاح سے الگ کر سکے گی۔ اُس کے جواب میں مرد یوں کہے کہ میں نے قبول کیا اور چاہے یوں کہے کہ میں نے شرائط سمیت قبول کرلیا اِس پر عورت کو اِختیار حاصل

ہو جائے گا۔

تیسری صورت :

یہ کہ نکاح کے بعد اِس قسم کا اِقرار نامہ شوہر سے لکھوایا جائے۔

تنبیہ : بہتر ہے کہ یہ قید بڑھالی جائے کہ فلاں فلاں اشخاص (جن کے نام لے، اُن) میں سے کم اَز کم دو آدمی ضرورت کو تسلیم کرلیں تو عورت کو اپنے اُوپر طلاق ڈالنے کا اختیار ہوگا۔

مسئلہ : شوہر کو تفویضِ طلاق کے بعد اِس تفویض کو واپس لینے کا حق نہیں رہتا بلکہ تفویضِ طلاق کے بعد عورت طلاق کی مالک بن جاتی ہے۔

۞ ۞ ۞

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

۳ر جولائی کو جامعہ مدنیہ جدید میں درجہ موقوف علیہ کے دو طالب علم محمد آصف اور محمد شاہد بس کے نہر میں گر جانے کی وجہ سے ڈوب کر شہید ہوگئے۔ محمد آصف فیروز والا کے تھے اُن کی تدفین آبائی گاؤں میں ہوئی جبکہ لاہور کے محمد شاہد کی تدفین جائے حادثہ کے قریب ہی کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے نیز اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ اہل جامعہ اُن کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور تعزیتِ مسنونہ پیش کرتے ہیں۔

۲۴ر جولائی کو کریم پارک کے جناب محمد لئیق اور کاشف برادران کی والدہ صاحبہ طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئیں، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔

جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا خالد محمود صاحب کا نومولود بھتیجا گزشتہ ماہ وفات پا گیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل نصیب کرے اور اُس کا نعم البدل عطاء فرمائے۔

دامان ضلع اَٹک کے مولانا اَنوار اللہ صاحب کا آٹھ سالہ نواسہ گزشتہ ماہ فوت ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور اُس کا نعم البدل عطاء فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۸؍ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ/ ۲؍ جولائی ۲۰۰۹ء کو حضرت مولانا محمد حسن صاحب عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے اور ۲۲؍ رجب المرجب/ ۱۶؍ جولائی کو بخیریت واپسی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے اِس سفر کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

۶؍ جولائی کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید کے طالب علم محمد آصف شیخوپوری کی تعزیت کے لیے اُن کے گاؤں بُڑ فیروز والا تشریف لے گئے۔ حضرت صاحب نے محمد آصف مرحوم کے والد سے تعزیت کی، بعد اَزاں حضرت صاحب فاتحہ خوانی کی غرض سے اُن کی قبر پر تشریف لے گئے فاتحہ خوانی کے بعد حضرت صاحب اُن کے والد اور بھائیوں سے رُخصت لیکر رائیونڈ کے لیے روانہ ہوئے، رات بارہ بجے کے قریب بخیریت گھر پہنچ گئے۔

۷؍ جولائی کو جناب حافظ فرید احمد صاحب کراچی سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب سے ملاقات کی، جامعہ کی تعلیمی و تعمیری مصروفیات کو دیکھ کر خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

۱۰؍ جولائی کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب اصحاب البدر والوں کی دعوت پر نمازِ جمعہ پڑھانے کے لیے مانگا بائی پاس رائیونڈ تشریف لے گئے۔

۱۴؍ جولائی کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب فاضل جامعہ مولانا اشرف صاحب اور مولانا ریاض جمیل صاحب کی دعوت پر مدرسہ حرمین کے اختتامی پروگرام میں شرکت کی غرض سے رائیونڈ تشریف لے گئے۔

۲۴؍ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸؍ جولائی ۲۰۰۹ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات نہایت خوش اسلوبی سے ہوئے، جامعہ کے ۳۲۰ طلباء نے وفاق کا امتحان دیا، والحمد للہ۔

جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا محمد حسین صاحب اور مولانا صابر صاحب وفاق المدارس کے امتحانی پرچوں کی چیکنگ کے سلسلے میں مؤرخہ ۲۷؍ جولائی کو کراچی روانہ ہوئے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا اسحاق صاحب گذشتہ دنوں ٹریفک حادثہ میں زخمی ہوگئے، قارئین سے اُن کی صحت کے لیے دُعا کی درخواست کی جاتی ہے۔

۲/شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۵/جولائی ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ سے حسبِ سابق جامعہ مدنیہ جدید میں حضرت مولانا محمد حسن صاحب نے دورۂ صرف ونحو کا آغاز کیا، ملک کے چاروں صوبوں سے آنے والے طلباء نے بڑی تعداد میں شرکت کی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

۲۵/ جولائی ۲۰۰۹ء کو جناب محسن اعجاز صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی، الحامد ٹرسٹ اور مستشفیٰ الحامد کی تعمیر کے سلسلہ میں مشاورت ہوئی۔

سفرنامہ بھوئی گاڑ ٹیکسلا : (بقلم اِنعام اللہ، شریک سفر)

۱۱/ جولائی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مولانا شہاب الدین صاحب کی دعوت پر اُن کے مدرسہ ختمِ بخاری شریف کے پروگرام میں شرکت کے لیے صبح آٹھ بجے رائیونڈ سے بھوئی گاڑ ٹیکسلا کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں فاضل جامعہ مدنیہ جدید مولوی عبدالباسط صاحب کے اِصرار پر دوپہر کا کھانا اسلام آباد میں اُن کے رہائش گاہ پر تناول فرمایا۔ حضرت صاحب کے پہنچنے پر مقامی علماء میں سے مفتی نصیر صاحب اور مفتی نعیم صاحب ملاقات کے لیے تشریف لے آئے اور حضرت صاحب کے ساتھ کھانے میں شریک رہے۔ اِسی رات حضرت صاحب کو ٹیکسلا سے واپس دینہ ضلع جہلم پہنچنا تھا کیونکہ مدرسہ عثمانیہ (دینہ) کی انتظامیہ نے اپنے اختتامی پروگرام میں حضرت صاحب کو مدعو کیا تھا۔ اِس لیے تھوڑی دیر قیام کر کے بھوئیگاڑ کے لیے روانہ ہوئے۔ جب ہم ٹیکسلا کے قریب پہنچے تو جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا شعیب صاحب انتظار میں تھے جو بطورِ رہبر ہمارے ساتھ بھوئیگاڑ کے لیے روانہ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھوئیگاڑ عصر کے قریب پہنچے جہاں مولانا شہاب الدین صاحب وہاں کے علماء اور عوام نے حضرت صاحب سے مصافحہ کیا۔ وقت کی کمی کی وجہ سے تمام کام مختصر طور پر کیے گئے۔ حضرت صاحب نے اپنے بیان میں کہا کہ علمِ دین پڑھنے سے ہمارے اَندر تواضع واِنکساری اور بڑوں کا اَدب بڑھنا چاہیے نہ کہ تکبر وغرور۔ اس کے بعد حضرت صاحب جلسے کی اختتامی دُعا کرانے کے لیے جامع مسجد کی طرف لے گئے۔ حضرت نے پہلے بچوں میں اسناد تقسیم کیں اور پھر اپنے مختصر بیان میں اِرشاد فرمایا کہ موجودہ دور فتنوں کا ہے باطل حق کی شکل میں جب آتا ہے تو بڑے بڑے علماء پھسل جاتے ہیں ایسی صورت میں حق و باطل کے اَندر تمیز صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی ہوسکتی ہے۔ حضرت صاحب نے سورۂ کہف پڑھنے پر زور دیتے ہوئے اس کے فوائد بیان کیے۔

مغرب سے پہلے بھوئیگاڑ سے روانہ ہوئے ، مولانا شعیب کے اِصرار پر کامرہ میں اُن کے گھر چند منٹ کے لیے تشریف لے گئے۔ مسلسل سفر کرتے ہوئے رات بارہ بجے کے قریب مدرسہ عثمانیہ (دینہ) پہنچے جہاں حضرت صاحب نے پہلے بچوں میں اَسناد تقسیم کیں۔ اِس کے بعد بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیکر اپنے مختصر بیان میں امام بخاریؒ اور بخاری شریف کی فضیلت پر روشنی ڈالی۔ آپ نے اِرشاد فرمایا حدیث کا علم کا سیکھنا اِتنا ضروری ہے کہ اِس کے بغیر اِنسان قرآن نہیں سمجھ سکتا۔ اگر حدیث میں ردّو بدل کا دروازہ کھل جاتا ہے تو قرآن مجید میں ردّو بدل کا کھل جاتا ہے۔ بیان کے بعد جلسے کی اختتامی دُعا کرائی۔

رات ڈیڑھ بجے جلسے سے فارغ ہونے کے بعد اِس سال فارغ التحصیل فاضل جامعہ مدنیہ جدید مولانا اَرسلان غوث صاحب کی رہائشگاہ پر رات کے قیام کے لیے جہلم روانہ ہوئے۔ صبح ناشتے کے بعد حضرت مولانا قاری خبیب صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا ابوبکر صاحب کے اصرار پر مدرسہ تعلیم الاسلام حنفیہ کچھ دیر کے لیے تشریف لے گئے۔ اِسی راستے میں بھائی ارسلان صاحب کے والد الحاج محمد غوث صاحب کی خواہش پر اُن کے زیر انتظام مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ میں کچھ دیر قیام کیا اور حضرت صاحب نے مدرسہ کے اساتذہ اور طلباء کے سامنے مختصر بیان میں اللہ تعالیٰ کی یاد کی کثرت اور حضور ﷺ کی اتباع پر زور دیا۔

دن کے ساڑھے بارہ بجے کے قریب مدرسہ صفیہ پہنچے جہاں مدرسہ کے مہتمم مولانا ابوبکر صاحب اور دُوسرے اَساتذہ نے آپ کا استقبال کیا۔ مولانا ابوبکر صاحب کی خواہش پر حضرت صاحب نے طلباء اور مدرسہ کے اساتذہ کے سامنے بیان میں اِرشاد فرمایا کہ حضور ﷺ کا اِرشاد ہے کہ جو آدمی عمل میں پیچھے رہے اپنے عمل میں کوتاہی کی تو اُس کا نسب اور برادری اُسے آگے نہیں بڑھا سکتی ہے۔ اس جہاں میں محنت اِس جہاں کے لیے نہیں کرنی بلکہ اِس جہاں میں محنت اُس جہاں کے لیے کرنی ہے۔ اِس دور میں بہت سے فتنے ہیں عوام کے لیے تو ہیں ہی لیکن علماء اور طلباء کے لیے بھی ہیں ہر وقت اپنے اُوپر تنقیدی نظر ڈالنی چاہیے۔ ہر وقت اپنا محاسبہ کرنا چاہیے۔

بعد اَزاں ڈیڑھ بجے جہلم سے لاہور کے لیے روانہ ہوئے عصر کے قریب خیریت سے لاہور پہنچ کر جامعہ محمدیہ کے مہتمم مولانا اُویس صاحب سے اُن کی والدہ کی تعزیت کے لیے جامعہ محمدیہ تشریف لے گئے، تعزیت کرنے بعد اِسی مدرسے کے مدرس مولانا محمد عثمان صاحب کے والد صاحب کی تعزیت کے لیے اُن کی رہائش پر تشریف لے گئے۔ اس سفر میں جامعہ کے مدرس مولانا حسین صاحب بھی ہمراہ تھے۔ ✡ ✡ ✡

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ - 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)